اخلاص اور اس کے برکات وثمرات

حضرت مولانا سید عبداللہ حسنی ندویؒ

ناشر

سید احمد شہید اکیڈمی

دارِ عرفات، تکیہ کلاں، رائے بریلی (یوپی)

www.abulhasanalinadwi.org

جملہ حقوق محفوظ

طبع اول: رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ - جولائی ۲۰۱۳ء

نام کتاب : اخلاص اور اس کے برکات وثمرات

مصنف : حضرت مولانا سید عبداللہ حسنی ندویؒ

تعداد اشاعت : ۱۰۰۰

صفحات : ۵۶

باہتمام : محمد نفیس خاں ندوی

ملنے کے پتے :

☆ ابراہیم بک ڈپو، مدرسہ ضیاء العلوم، رائے بریلی

☆ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، ندوۃ العلماء، لکھنؤ

☆ مکتبۃ الشباب، ندوۃ روڈ لکھنؤ ☆ الفرقان بکڈپو، نظیر آباد، لکھنؤ

ناشر

سید احمد شہید اکیڈمی

دارِ عرفات، تکیہ کلاں، رائے بریلی (یوپی)

www.abulhasanalinadwi.org

فہرست مضامین

عرض ناشر ۵

اخلاص اور اس کے برکات وثمرات

اخلاص کیا ہے؟ ۷
معیار اخلاص ہے ۸
طبیعتوں کا فرق ۹
بے نیتی — وقت کا بڑا مرض ۱۰
اخلاص کیسے پیدا ہو؟ ۱۴
مفلس کون؟ ۱۵
اخلاص کا نتیجہ ۱۶
مقبول عمل ۱۹
اصلاح کا تعلق ایک سے ہونا چاہیے ۲۱
اخلاص سے زندگی اور بقا حاصل ہوتی ہے ۲۲

www.abulhasanalinadwi.org

اخلاص کے بغیر کوئی عمل قابل قبول نہیں	۲۷
دینی علوم اللہ کی پسند معلوم کرنے کا ذریعہ ہیں	۲۹
اصلاحی تعلقات کا مقصد	۳۱
خرافات وبدعات کے مراکز فتنوں کی آماجگاہ	۳۲
معاملہ دل کا ہے	۳۳
ایک واقعہ	۳۴
دل کو درست کیجیے	۳۵
اخلاص کا تعلق دل سے ہے	۳۶
اخلاص کے لیے دل خالی کیجیے	۳۸
اللہ تعالیٰ دلوں کو دیکھتا ہے	۴۰
اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے	۴۴
باہر کا بگاڑ اندر کے بگاڑ کا نتیجہ ہے	۴۷
جنت کا سودا	۵۰
بڑا بننے کے لیے اخلاص ضروری ہے	۵۳
اللہ والوں کا حال	۵۵
اللہ دیکھ رہا ہے	۵۸

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر

برادر مخدوم ومعظم مولانا سید عبد اللہ حسنی ندویؒ کو اللہ تعالیٰ نے بڑا حکیمانہ ذہن اور درد مند دل عطا فرمایا تھا، امت کی زبوں حالی پر وہ کڑھتے تھے اور امراض کے علاج کے لیے حکیمانہ تدابیر اختیار فرماتے تھے، ان کی تقریروں، دروس اور مجلسی گفتگو میں یہی رنگ نظر آتا ہے، اس سے پورے ملک میں عوام وخواص کو فائدہ پہنچا، اور نہ جانے کتنے دلوں کو اپنے زخم کا مرہم اور کتنے مریضوں کو اپنے مرض کا علاج اس میں نظر آیا، اور نہ جانے کتنے اجڑے ہوئے دل اس سے آباد ہوئے، یہی وجہ ہے کہ ان کے حادثۂ وفات کو ملت کے لیے ایک عظیم خسارہ کے طور پر محسوس کیا گیا، اور مضامین کے ذریعہ اس کا اظہار بھی ہوا۔

مولانا کی وفات کے بعد اب اس کی ضرورت زیادہ محسوس ہو رہی

www.abulhasanalinadwi.org

تھی کہ ان کے خطبات اور دروس کو قلم بند کر کے ان کی اشاعت کا سامان کیا جائے، تاکہ ان سے فائدہ عمومی طور پر اٹھایا جاسکے، اوران کے ذریعہ سے خاص طور پر اصلاح کا کام بھی انجام پائے، جس کی ضرورت سب کو ہے، الحمدللہ یہ سلسلہ مولانا کی حیات میں ہی شروع ہوگیا تھا اوران کے دروس کا ایک مختصر مجموعہ "نیک صحبت کی ضرورت" کے عنوان سے شائع ہوکر بہت مقبول ہوا، اور تھوڑے ہی عرصہ میں مولانا کی زندگی ہی میں اس کے دو ایڈیشن نکل گئے، دوسرا مولانا کا رسالہ "مثالی اخلاق" کے عنوان سے ابھی قریب میں شائع ہوا، اور بہت مفید ثابت ہوا، اب یہ تیسرا رسالہ "اخلاص اوراس کے برکات وثمرات" کے عنوان سے شائع کیا جارہا ہے، مولانا کا یہ صرف قال نہیں تھا بلکہ یہی ان کا حال تھا، اوران کی زندگی اس کی عملی تصویر تھی۔

ادھر اخیر کے چند سالوں میں انہوں نے جس دردمندی کے ساتھ دعوت اسلام کا کام انجام دیا اوراس کے لیے افراد تیار کیے، قریب ترین لوگوں کو بھی اس کا علم نہیں تھا، یہ سب کام وہ اپنے مولیٰ کو راضی کرنے کے لیے کرتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوگئے۔ نام ونمود سے ان کو دور دور کا کوئی واسطہ نہیں تھا، اور وہ ان تمام چیزوں سے بچتے تھے جن سے شہرت ہو۔

www.abulhasanalinadwi.org

یہ رسالہ ان کے اسی حال کا مظہر ہے، جس میں انہوں نے پوری دردمندی کے ساتھ اس باطنی کمال کی طرف امت کو متوجہ کیا ہے اور ایسی حکمت آموز مثالوں سے اس کی تفصیلات واضح کی ہیں، جن سے ایک عام آدمی بھی بات آسانی سے سمجھ سکتا ہے، اور خواص کے لیے بھی اس میں حکمت وموعظت کا بڑا سامان ہے۔

خوشی کی بات ہے کہ رسالہ اب اشاعت کے لیے تیار ہے، یہ خود اس راقم کے لیے سعادت کی بات ہے کہ اس کو اس کی اشاعت کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ برادر محترم رحمہ اللہ اس عاجز کے لیے باپ کی حیثیت رکھتے تھے، راقم ان تمام لوگوں کا ذاتی طور پر بھی شکریہ ادا کرتا ہے، جنہوں نے اس کی اشاعت میں دلچسپی لی، خاص طور پر محب گرامی مولوی عبد العلیم ندوی شکریہ کے مستحق ہیں، انہوں نے ان کو قلم بند کیا۔ عزیز گرامی مولوی محمد نفیس خان ندوی بھی شکریہ اور دعا مستحق ہیں کہ انہوں نے اس کی تصحیح کی اور اشاعت کے قابل بنایا۔

اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور زیادہ سے زیادہ مفید بنائے۔

بلال عبدالحی حسنی ندوی

دارعرفات، رائے بریلی

۲۰ر رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخلاص اور اس کے برکات وثمرات

اخلاص کیا ہے؟

اللہ کی عبادت اور طاعت میں مشغول رہنا اس طور پر کہ اس کی رضا ہی مطلوب ہو، کوئی اور غرض، کوئی اور مقصد نہ ہو، جو کام بھی کرے وہ اس لیے کرے کہ اللہ راضی ہو جائے اسی کا نام اخلاص ہے، اور یہ زندگی کے ہر گوشے سے تعلق رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ ہم نے تم کو پیدا کیا ہے عبادت کے لیے۔ اور یہ حکم ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ تو معلوم ہوا کہ ہماری زندگی میں دو چیزیں ہیں، ایک عبادت اور دوسری طاعت، تو عبادت میں بھی اللہ کی رضا مقصود ہو، اور طاعت میں بھی اللہ کی رضا مقصود ہو، ﴿و من یطع اللہ و رسولہ فقد فاز فوزا عظیما﴾ (جو اللہ اور اس

www.abulhasanalinadwi.org

کے رسول کی اطاعت کرے گا وہی سب سے زیادہ کامیاب ہے)

اللہ کے رسول کی اطاعت کا تعلق زندگی کے ہر گوشے سے ہے، جب آدمی صبح بیدار ہوتا ہے تو اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرتا ہے، اس اعتبار سے کہ آپ کیا کرتے تھے، یہ اطاعت ہے آپ کی زبان مبارک پر کون سے الفاظ آتے تھے اور اس کے بعد آپ کے معمولات کیا تھے؟ اس کے مطابق اپنا وقت گزارا جائے۔

آپ نے کیا حقوق بیان فرمائے ہیں، ماں باپ کے حقوق کیا ہیں؟ جو احسان کرنے والے حضرات ہیں، استاد ہے آپ کو صحیح راہ دکھانے والا ہے، صحیح رہنمائی کرنے والا ہے اس کا احسان آپ کس طرح چکائیں، اس کے ساتھ کیا معاملہ کریں، یہ ساری چیزیں طاعت میں شامل ہیں، اس طرح اگر آپ دیکھیں گے تو زندگی کا ہر گوشہ،، زندگی کا ہر لمحہ اس میں شامل ہے، اور دونوں میں ہی مقصود یہ ہے کہ اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہو جائے، جو کام بھی کیا جائے اللہ کو راضی کرنے کے لیے کیا جائے، اور یہی اصل چیز ہے۔

معیار اخلاص ہے

بڑوں اور چھوٹوں میں امتیاز اور فرق اخلاص کا ہوتا ہے، ہم میں اور

www.abulhasanalinadwi.org

ہمارے بڑوں میں فرق یہ ہے کہ وہ جو کام کرتے تھے اللہ کو راضی کرنے کے لیے کرتے تھے، اوران کے علاوہ جو لوگ ہیں وہ کام اللہ کو راضی کرنے کے لیے نہیں کرتے، بلکہ دوسری چیزیں بھی مقصود ہوتی ہیں، جیسے کہیں دکھاوا آجاتا ہے، کہیں نمائش پیدا ہو جاتی ہے کہیں اپنی بڑائی کا خیال آجاتا ہے، کہیں اظہار کمال آجاتا ہے، کہیں اور کچھ دنیاوی فائدے ذہن میں آنے لگتے ہیں، غرض کہ بہت سی چیزیں انسان کے دل ودماغ میں آجاتی ہیں اور اخلاص کھوٹا ہو جاتا ہے یا اخلاص میں کمی ہو جاتی ہے، اور جس قدر اخلاص میں کمی آئے گی اسی قدر اس عمل میں نافعیت کم ہوتی چلی جائے گی، اس عمل کا فائدہ کم ہوتا جائے گا، دنیوی اعتبار سے بھی اور اخروی اعتبار سے بھی، بسا اوقات ایسا بھی ہوگا دنیوی اعتبار سے فوائد حاصل ہو جائیں گے لیکن آخرت میں وہ بالکل بیکار اور صفر ہو جائیگا، اس لیے اس بات کا خیال رکھنے کا حکم بار بار دیا گیا ہے، کوئی عمل بھی کیا جائے تو اللہ کو راضی رکھنے کے لیے کیا جائے۔

طبیعتوں کا فرق

انسان کی طبیعتیں الگ الگ ہوتی ہیں، بعض طبیعتیں جلدی قبول کرلیتی ہیں، بعض طبیعتیں دیر میں قبول کرتی ہیں، جب آدمی مشق کرتا

www.abulhasanalinadwi.org

ہے تو اللہ تعالیٰ مدد فرماتا ہے، ایک شخص ہے اس نے کہا کہ ہمارا یہ کام کردو، آپ نے کردیا۔ آپ کو کام کا شوق تھا، اب اس میں دو باتیں ہیں، ایک تو آپ نے نیت کی ہی نہیں، دوسرے یہ سوچ کر کہ ہم اس کا کام کر دیں گے تو یہ ہمارا کام کر دے گا، اور اگر ہم نے اس کی مدد کردی تو یہ ہماری مدد کرے گا ہم کو پیسہ دے گا، یا ہم کو عہدہ دے گا، یا پھر یہ سمجھے کہ لوگ کہیں گے کہ بڑے خدمت گزار ہیں، دوڑ دوڑ کے کتنی خدمت کرتے ہیں، اگر یہ نیت پیدا ہو گئی تو کام بیکار، اللہ کے نزدیک اس کی کوئی جزا نہیں ہے، کام بھی گیا اور قیمت بھی کچھ نہیں ملی۔ دوسرے یہ کہ کام کرنے کا جی نہیں چاہ رہا ہے لیکن دیکھا کہ اس وقت آپ کام کریں گے تو دینی فائدہ ہوگا، اس لیے اٹھے کہ ایک بندے کی خدمت کرنے کا ثواب مل جائیگا، تو یہ خدمت کرنا قبول ہو جائیگا، اس لیے کہ یہ کام ہم نے اس نیت سے کیا ہے کہ اللہ راضی ہو جائے، اس لیے کہ کسی کی خدمت کرنے سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے، کہتے ہیں کہ خدمت کرنے سے اللہ ملتا ہے، یہ محاورہ کیوں ہے؟! اور یہ اسی وقت ہے جب خدمت اللہ کے لیے کی جائے، اور اگر خدمت اس لیے کی جائے کہ فائدہ اٹھانا ہے تو اللہ کے لیے تھوڑی ہو گا۔

www.abulhasanalinadwi.org

بے نیتی - وقت کا بڑا مرض

ہمارے حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ فرمایا کرتے تھے کہ اس وقت کا مرض بد نیتی نہیں ہے بلکہ بے نیتی ہے، ہم اچھے سے اچھا کام کرتے ہیں لیکن نیت ہوتی ہی نہیں، بس عادت ہے، ہاں یہ الگ بات ہے کہ پہلے عادت ہی ڈالی جاتی ہے پھر اس کو عبادت میں تبدیل کرلیا جاتا ہے، نماز کو دیکھ لیجئے اس میں بھی کیا کیا جاتا ہے، حکم یہ ہے کہ بچہ جب سات سال کا ہو جائے تو نماز کی عادت ڈالیں، اور دس سال کا ہو جائے تو سختی کریں، ابھی وہ مکلّف نہیں ہوا ہے، بلکہ وہ نماز عادتاً پڑھے، پہلے عادت ہی ڈالی جاتی ہے، یا یوں سمجھ لیجئے کہ پہلے ڈھانچہ بنتا ہے پھر روح پھونکی جاتی ہے، حضرت آدم علیہ السلام کا بھی پہلے ڈھانچہ بنایا گیا پھر روح پھونکی گئی، اسی لیے جب ڈھانچے سے روح نکل جاتی ہے تو دفن کر دیتے ہیں، مٹی میں ملا دیتے ہیں، ایسے ہی اعمال کا معاملہ بھی ہوتا ہے، اعمال کا ڈھانچہ ہے جب اخلاص پیدا ہو جاتا ہے تو روح پڑ جاتی ہے، اعمال زندہ ہو جاتے ہیں، اور باقی رہتے ہیں، اگر اخلاص نہیں ہے تو صرف ڈھانچہ ہے، مٹی میں مل جائے گا، اس طرح جتنے بھی ہم لوگ کام کرتے ہیں وہ ڈھانچہ ہیں جو ہم کھڑے کر رہے ہیں، اگر اخلاص ہے تو وہ زندہ ہو جائیں

www.abulhasanalinadwi.org

گے، باقی رہیں گے، اور اگر اخلاص نہیں ہے تو یہ سارے اعمال مٹی میں مل جائیں گے، خاک ہو جائیں گے، اس لیے اخلاص کی بڑی اہمیت ہے، عادت جو ڈالی جاتی ہے تو وہ ڈھانچہ بنایا جاتا ہے، بچہ کو نماز کی عادت ڈال دی گئی تو وہ ڈھانچہ بن گیا، وہ مغرب کی تین رکعت پڑھ رہا ہے، عشاء کی چار رکعت پڑھ رہا ہے، ظہر کی چار رکعت پڑھ رہا ہے، عصر کی چار رکعت پڑھ رہا ہے، نوافل بھی پڑھ رہا ہے، سنن مؤکدہ بھی پڑھ رہا ہے، جب پندرہ سال کا ہو گیا اب کہا جائے گا کہ روح پھونکو، یعنی اخلاص پیدا کرو، عادت کو عبادت میں بدلو، پہلے عادت پھر عبادت، اب حکم دیا جائے گا کہ نماز پڑھو نیت کے ساتھ، اللہ کو راضی کرنے کے لیے، اور اس کی مشق کرو تاکہ نماز کے اندر جان پیدا ہو جائے۔

ڈھانچہ کھڑا ہونے سے کیا ہوتا ہے، جیسے مردہ عجائب گھر میں شیر کھڑا ہے، ہاتھی کھڑا ہے، اور آپ اس کے پاس سے گزر جاتے ہیں لیکن کچھ نہیں، اس میں دم ہی نہیں بالکل مردہ ہے، لیکن زندہ عجائب گھر میں سب کو بند کر کے رکھا جاتا ہے، اس لیے اگر آپ شیر کے احاطے میں چلے گئے تو پھاڑ کھائے گا، ایسے ہی اعمال کا معاملہ ہے کہ ہم لوگ صرف ڈھانچوں پر جی رہے ہیں، اکثر ڈھانچے تیار کر لیتے ہیں روح نہیں پھونک پاتے، اور

www.abulhasanalinadwi.org

روح پھونکی کیسے جائے گی؟ اپنے اندر اخلاص پیدا کریں، حدیث میں آتا ہے کہ: اللہ تعالیٰ صورتوں اور جسموں کو نہیں دیکھتا بلکہ دلوں کو دیکھتا ہے۔

اخلاص کیسے پیدا ہو؟

اخلاص پیدا ہوتا ہے اخلاص والوں کے پاس بیٹھ کر، اور ان سے سیکھ کر، یہ بھی بالکل عام بات ہے کہ جس چیز کا کاریگر ہوتا ہے اگر اس کام کو سیکھتا ہے تو وہ اس کاریگر کے پاس بیٹھتا ہے، اور اس سے سیکھتا ہے، جس صفت والے آدمی کے ساتھ آپ رہیں گے وہ صفت آپ کے اندر پیدا ہوگی، اللہ والوں کی صحبت کا جو حکم دیا گیا ہے وہ اس وجہ سے کہ وہ اخلاص والے ہوتے ہیں، جو کام کرتے ہیں اللہ کو راضی کرنے کے لیے کرتے ہیں، آدمی ان کے ساتھ رہے گا تو اس کے اندر اخلاص پیدا ہو جائے گا، اس کا اثر یہ ہوگا کہ دو رکعت اخلاص کے ساتھ سینکڑوں رکعت پہ بھاری ہوگی، اسی لیے جو نماز اخلاص کے ساتھ ہو اور اخلاص اور انہماک اس درجہ کا ہو کہ نماز میں ادھر اُدھر کا خیال بھی نہ آئے تو وہ دو رکعتیں ایسی ہیں کہ پچھلے سارے گناہوں کو سوخت کر دیتی ہیں، ختم کر دیتی ہیں، سب معاف ہو جاتا ہے۔

لیکن ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب آدمی اخلاص سے کام کرنا چاہتا ہے

www.abulhasanalinadwi.org

تو دماغ میں بار بار وکتا ہے کہ فلاں دیکھ رہا ہے، ان کو معلوم ہو جائے گا تو ہم کو اچھا سمجھیں گے، آدمی اسی میں پریشان رہتا ہے، تو اگر شروع میں اخلاص اللہ تعالیٰ عطا فرمادے اور بعد میں شہرت بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں، نیت اس نے اخلاص کی کی، اللہ کے لیے کی لیکن اگر لوگوں کو معلوم بھی ہو گیا تو اس کو دہرا ثواب بھی ملے گا، اس لیے کہ چھپ کر اس نے کام اللہ کے لیے کیا، پھر اللہ نے اس کو ظاہر فرمادیا اور دوسروں کے کام کا ذریعہ بنادیا تو اس میں بھی اس کو ثواب مل جائے گا، لیکن شروع میں نیت یہ ہونی چاہیے کہ کسی کو معلوم نہ ہو، اللہ کے لیے کام کرے، تو پھر اللہ اس میں برکت عطا فرماتا ہے، کام بڑھتا چلا جاتا ہے اور کہیں واپسی نہیں ہوتی، لیکن اس کے برخلاف اگر اللہ کی رضا کے لیے کام نہیں کرتا ہے تو بڑے سے بڑا کام بھی جہنم میں پہنچا دے گا۔

لیکن شروع میں ضرورت ہے اس کے مشق کی، جب آدمی اس کی مشق کرے، زیادہ سے زیادہ اخلاص والوں، اللہ والوں کے پاس رہے کہ جو نیک اور پاک لوگ ہوتے ہیں ان کو اپنے اوپر قیاس مت کرو، ہم بھی انسان وہ بھی انسان، ہم بھی کھاتے ہیں وہ بھی کھاتے ہیں، ہم بھی نماز پڑھتے ہیں وہ بھی نماز پڑھتے ہیں، لیکن ان کا اخلاص ان کی للہیت ان کو اس مقام پر پہنچا دیتی ہے جس کا ہم تصور نہیں کر سکتے، اسی لیے

www.abulhasanalinadwi.org

رسول پاک علیہ الصلاۃ والسلام کی دو رکعت کے برابر کسی کی نماز نہیں ہو سکتی، اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اخلاص حاصل ہے وہ کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا، اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی دو رکعتیں ساری امت پر بھاری ہیں کیونکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ قریب رہے، سب سے زیادہ صحبت میں رہے، اس لیے ان کو صحبت کے تمام اثرات حاصل ہو گئے، اور ان کو اخلاص کا وہ درجہ ملا کہ کسی صحابی کو نہیں ملا، اس پر سب کا اتفاق ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ سب سے فائق ہیں، پھر حضرت عمرؓ کا درجہ ہے، پھر حضرت عثمانؓ، پھر حضرت علیؓ، یہ چار سب سے افضل ہیں، اس کے بعد پھر عشرہ مبشرہ، تو جو مخلصین کے ساتھ رہتا ہے تو اللہ پاک اس کو اخلاص عطا فرماتے ہیں، اور جو مفلسین کے ساتھ رہے گا اس میں افلاس پیدا ہوگا۔

مفلس کون؟

مفلس دو طرح کے ہیں، ایک نماز روزہ والے اور اچھے اعمال والے، لیکن اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے مفلس ہو گئے، یا حقوق العباد ان کے ذمہ ہیں، کسی کو مارا کسی کو گالی دی وغیرہ، اس طرح ان کے اچھے اعمال دوسروں کو دے دیے جائیں گے، اس کے ختم ہونے پر ان کے

www.abulhasanalinadwi.org

برے اعمال ان کے سر ڈال دیے جائیں گے، اس لیے ایسے لوگوں کی صحبت میں نہ بیٹھے جہاں غیبت ہوتی ہو، افترا پردازی ہوتی ہو، اور اِدھر اُدھر کی باتیں ہوتی ہوں، اس سے اخلاص نہیں افلاس پیدا ہوگا، آج کل دیکھ لیجیے روزہ کھلواتے ہیں اور اس کی دعوتیں کی جاتی ہیں، پارٹیاں ہوتی ہیں اور خرچ بھی کیا جاتا ہے، دین کے نام پر دیتے ہیں تو نام بھی کندہ کرواتے ہیں، کہتے ہیں جب میرے نام کا اعلان کیا جائے تو میں اتنا دوں گا،، جب یہ سب باتیں ذہن میں آجاتی ہیں تو اخلاص ختم ہو جاتا ہے، اس کا کوئی بھی فائدہ نہیں ہے، اس لیے صرف ڈھانچوں سے کیا ہوگا، ڈھانچہ مٹی میں ڈال دیا جاتا ہے، وہ مٹی ہو جاتا ہے، اسی طرح سارے وہ اعمال جو ہم کر رہے ہیں اگر وہ اخلاص سے خالی ہیں تو وہ خاک میں ملا دیے جائیں گے، اس لیے تھوڑا عمل اخلاص کے ساتھ بڑی چیز ہے، تو ہم سب کو کوشش یہ کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اخلاص ہم سب کو عطا فرمائے، اور پھر اخلاص کی برکت سے اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی راحت و آرام عطا فرمائے گا، جن کا حدیثوں میں تذکرہ موجود ہے۔

اخلاص کا نتیجہ

ایک لمبی حدیث ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تین آدمی بکریاں

www.abulhasanalinadwi.org

چرانے جنگل گئے، آرام کرنے کی غرض سے غار میں آ گئے، اتنے میں ایک چٹان گری اور غار کا منھ بند ہو گیا۔

ان تینوں نے اپنے اپنے اچھے اعمال کے وسیلہ سے دعا کی کہ اے اللہ میں نے فلاں کام تیرے لیے کیا تھا، اگر واقعی تیرے لیے کیا ہو تو اس مصیبت سے نجات دے دے، پتھر تھوڑا سا کھسک گیا۔ دوسرے نے اپنا دوسرا عمل بتایا کہ اے اللہ اگر میں نے یہ کام تیرے لیے کیا تو مصیبت ٹال دے تو تھوڑا سا پتھر اور کھسک گیا۔ تیسرے نے دعا کی اے اللہ فلاں کام میں نے تیرے لیے کیا ہو تو یہ پتھر کھسک جائے اور وہ پتھر وہاں سے کھسک گیا، اور تینوں باہر نکل آئے۔ انھوں نے اپنے ان اعمال کا وسیلہ اختیار کیا جسے وہ سمجھتے تھے کہ صرف اللہ کے لیے ہے، اور اس میں اور کوئی مقصد شامل نہیں ہے، ہر چیز اللہ نے ہم کو عطا فرمادی۔

ایک نے اپنا معاملہ یہ بیان کیا میں بکریاں چرانے گیا تھا، وہاں سے لوٹ کر آیا تو دیکھا کہ ماں باپ سو گئے تھے، اس نے سوچا کہ انھیں جگانا بھی اچھا نہیں ہے، اور خود دودھ کا پینا بھی اچھا نہیں ہے کہ پہلے ہم پی لیں اور اپنے گھر والوں کو پلادیں، یہ اچھی بات نہیں ہے، ماں باپ بوڑھے ہیں پہلے ان کو پلائیں، تو وہ وہیں رات بھر دودھ لیے کھڑا رہا، اور وہ لوگ سوتے رہے، اور بچے بلکتے رہے کہ دودھ پلادو، لیکن میں نے پلایا

www.abulhasanalinadwi.org

نہیں، جب وہ لوگ جاگ گئے تو میں نے ان کو پلایا پھر سب کو دیا، اے اللہ میں نے اگر تیرے لیے کیا ہو تو اس نجات عطا فرما۔

دوسرے نے یہ حوالہ دیا کہ ہم نے کچھ مزدور بلائے اور مزدور بلانے کے بعد شام کو سب کی مزدوری دے دی، ایک آدمی ایسا تھا جس نے اپنی مزدوری نہیں لی اور وہ مزدوری میرے پاس رہ گئی وہ چلا گیا، میں نے تجارت میں اس کی مزدوری لگادی، بہت برکت ہوئی، بہت غلام جانور اور ریوڑ ہو گئے، اس کے بعد بہت دنوں کے بعد وہ آیا تو کہا کہ میرے پیسے دے دو، میں نے کہا کہ یہ سب کچھ جو نظر آرہا ہے سب تمہارا ہے، تو اس نے کہا کہ مذاق نہ اڑائیے، آپ میرا پیسہ دے دیجئے، میں نے کہا کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں صحیح کہہ رہا ہوں، یہ اسی پیسہ کا ہے، میں نے اس کو تجارت میں لگا دیا تھا، وہ اللہ کا بندہ سب لے گیا، ایک بھی نہیں چھوڑا، اور میں نے ٹوکا بھی نہیں۔ اے اللہ اگر میں نے یہ تیرے لیے کیا تھا تو اس مصیبت سے نجات عطا فرما۔

اور تیسرے نے اپنا واقعہ یوں بیان کیا کہ میری ایک چچازاد بہن تھی، میں اس کو بہت چاہتا تھا، لیکن وہ ہاتھ نہیں آئی تھی، ایک مرتبہ وہ بہت پریشانی میں مبتلا ہوئی، پیسہ کی اس کو حاجت ہوگئی، قحط پڑا، میں نے کہا ایسے تو دیں گے نہیں، اتنے دنوں سے تم کو چاہتے تھے، ایک رات

www.abulhasanalinadwi.org

میرے پاس رہو تب پیسے دیں گے، اب وہ رات میں آئی کہ مجبوری کی بات تھی، میں نے چاہا کہ اپنا کام کروں تو وہ رونے لگی، میں نے کہا کہ ہم نے تو مجبور نہیں کیا، پیسہ پر معاملہ ہے، تو اس نے کہا، یہ کام میں نے آج تک نہیں کیا، اب پیسے کی مجبوری پر میں پھنسی ہوں، تم اللہ سے ڈرو! میں فوراً ہٹ گیا، میں نے کہا واقعی ایسی ہو تم؟ تم نے ایسا کام کبھی نہیں کیا؟ پھر میں نے کہا کہ جاؤ اللہ کے لیے چھوڑتے ہیں اور پیسے بھی لے جاؤ، اور میں نے اللہ کے لیے وہ کام نہیں کیا، اللہ نے مجھے بچایا، اے اللہ اگر میں نے یہ کام تیرے لیے کیا ہے تو مجھے اس مصیبت سے نجات دے۔

یہ تین چیزیں انھوں نے پیش کیں اللہ تعالیٰ نے پتھر وہاں سے ہٹا دیا۔ تو اللہ کے لیے بندہ جب کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بہت سی مصیبتوں سے نجات عطا فرماتا ہے، ایسی مصیبتیں ہوتی ہیں جو قریب آ کر چلی جاتی ہیں، اس کے اخلاص کی برکت سے اور جو اعمال اخلاص کے ساتھ کیے ہیں ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کو نجات عطا فرماتا ہے، اخلاص کی برکت سے اللہ دنیا میں بھی فائدہ پہنچاتا ہے اور اخلاص نہ ہو تو دنیا میں بھی نقصان ہوتا ہے، ابھرا ابھر کے گر جاتا ہے، اوپر جا جا کے نیچے آ جاتا ہے، یہ اخلاص نہ ہونے کی علامت ہے، اخلاص والوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ وہ ہر حال میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

مقبول عمل

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اس نے عرض کیا کہ حضرت ایک شخص ہے جو اجرت بھی چاہتا ہے، پیسہ بھی چاہتا ہے، یعنی کوئی کام دین کا کرتا ہے اور اس پر پیسہ چاہتا ہے، شہرت بھی چاہتا ہے۔ تو رسول پاک علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا اس کو کچھ نہیں ملے گا، کچھ بھی نہیں ملے گا۔ پھر اس نے دہرایا کہ حضرت ایک شخص ہے، پیسہ بھی چاہتا شہرت بھی چاہتا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ نہیں ملے گا، تین دفعہ آپ نے فرمایا کوئی چیز اس کو نہیں ملے گی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو وہی عمل اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے جو خالص اللہ کے لیے ہو، اور اس کی خوشنودی چاہی جائے، اللہ کی رضا چاہی جائے۔

بعض لوگوں کے لیے آتا ہے کہ انھوں نے کہا کہ ہم جہاد کے لیے جارہے ہیں، اپنی جان کو خطرہ میں ڈال دیا کہ ہم جہاد میں جائیں گے لیکن آپ ہم کو اتنے پیسے دیں، تو انھوں نے کہا کہ اتنے پیسے ہم تم کو دیں گے، وہ جہاد میں چلے گئے تو حدیث میں آتا ہے جتنے پیسے ان کو ملے بس اتنے ہی ان کے لیے ہیں باقی کچھ نہیں، نہ اجر، نہ ثواب! اللہ

www.abulhasanalinadwi.org

کے یہاں اس کا سارا عمل مٹی ہو جائیگا، یہاں تک کہ اگر شہید بھی ہو جاتا ہے تب بھی بیکار ہے۔

ایسے ہی ہم لوگ جو کام بھی کرتے ہیں غیروں میں ہو، اپنوں میں ہو، اگر اس لیے ہے کہ اس سے پیسہ حاصل کرنا ہے، شہرت حاصل کرنی ہے، لوگ کہیں گے بہت بڑے داعی ہیں، ان کی بات پر اتنے لوگ آ گئے، اسلام قبول کر لیا، اتنے لوگ ان کے ماننے والے ہیں، اس لیے شہرت ہو گئی، سارا کام مٹی ہو جائیگا، کوئی حیثیت نہیں، کچھ ملنے والا نہیں، اس لیے بڑے چوکنے رہنے کی ضرورت ہے۔

اصلاح کا تعلق ایک سے ہونا چاہیے

یہ بات جو کہی گئی ہے کہ اصلاح کا تعلق ایک سے رکھے اس میں بھی مصلحت یہی ہے، اس لیے کہ کسی ڈاکٹر سے آپ کہیں کہ میں آپ ہی سے دوا لے رہا ہوں تو وہ ڈاکٹر خوش ہوگا، اور اگر آپ کسی ڈاکٹر سے کہیں کہ اُن سے بھی دوا لیتا ہوں، تو وہ کہے گا اچھا آپ انہیں سے لے لیجئے گا، ڈاکٹر یہ کر سکتا ہے کہ آپ دوسرے ڈاکٹر سے مشورہ لے لیں، لیکن اگر آپ کہیں گے کہ میں ان سے بھی دوا لیتا ہوں، تو ڈاکٹر اس کو پسند نہیں کرے گا۔ ہاں جو لوگ دو دوائیں لیتے ہیں، بتاتے نہیں ہیں اور پھر دوا

www.abulhasanalinadwi.org

سے نقصان ہو جاتا ہے، اسی لیے دو دوائیں نہیں کھانی چاہیے، تو جب اس سے کہا کہ بس آپ ہی سے تعلق ہے، تو اس کا دل کھل جاتا ہے، اور پھر بہت خوش ہو کر کے علاج کرتا ہے۔ ایسے ہی معاملہ یہاں پر بھی ہے، ہاں یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ ایک سے اصلاح نہ ہو تو دوسرے سے بھی اصلاح نہ کرائے، ایک ڈاکٹر سے فائدہ نہ ہو تو دوسرے سے لے لیا جاتا ہے، ایسے ہی اس میں بھی اصل مقصود اصلاح ہے، بدل تو سکتے ہیں لیکن اصلاحی تعلق ایک سے ہی ہونا چاہیے۔

اللہ کا معاملہ تو یہ ہے کہ حدیث میں آتا ہے کہ " انا اغنی الشرکاء عن الشرک" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جتنے شرکاء ہیں ان سب میں سب سے زیادہ بے نیاز اور سب سے زیادہ بیزار ہوں، "من عمل عملا اشرک فیہ معی غیری ترکتہ و شرکہ" جو ایسا عمل کرے گا کہ میرے ساتھ کسی اور کو بھی شریک کرے گا بس جائے، اسی سے لے لے، میں اس کو اس کے شرک کے حوالہ کر دیتا ہوں اسی لیے حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ جب اللہ کے یہاں حاضری ہوگی تو جتنے شرک والے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے کہے گا تم نے اپنی زندگی جس کی عبادت میں گزاری ہے اسی سے لو، تو جتنے صلیب والے ہیں وہ سامنے صلیب پائیں گے اور اللہ فرمائے گا اسی سے لے لو، اور جو بت پرست

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں بت کی پوجا کرنے والے ہیں تو بت نظر آئیں گے، ان سے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے انہیں سے لے لو، انہیں سے تمہارا تعلق تھا، اور جو اہل ایمان ہیں ان سے بھی اللہ تعالیٰ مخاطب کر کے کہے گا تم کس سے مانگتے تھے، تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ اسی سے لو، وہ کہیں گے کہ ہم تو ایک خدا سے مانگتے تھے کسی اور سے نہیں مانگتے تھے، ہم کسی اور کے پاس نہیں جائیں گے، اور ظاہر ہے کہ اللہ نظر نہیں آئے گا، پھر اللہ تعالیٰ تجلّی فرمائے گا، اور کہے گا کہ میں ہوں تمہارا اللہ، تم میرے ساتھ آؤ۔

اخلاص سے زندگی اور بقاء حاصل ہوتی ہے

غرض جب اخلاص ہوتا ہے تو آدمی میں زندگی پیدا ہو جاتی ہے اس لیے جب آدمی اللہ کے لیے کام کرتا ہے تو پھر نتیجہ نہیں دیکھتا، ہمارا کام ہے کرنا کوئی مانے یا نہ مانے، نتیجہ نکلے یا نہ نکلے، کوئی قبول کرے یا نہ کرے، ہمارے راستے پہ چلے یا نہ چلے، ہمارا کام تھا سمجھانا ہم نے سمجھا دیا، انھوں نے نہیں مانا تو نہیں مانا، اور اگر اخلاص نہیں تو کہتے ہیں ہم نے بہت سمجھایا انھوں نے نہیں مانا، اب ہم یہ کام نہیں کریں گے، اسی لیے آدمی کام چھوڑ دیتا ہے۔ کیونکہ اخلاص میں کمی ہے، ہمارے حضرت مولاناؒ کو دیکھ کر حیرت ہوتی تھی کہ اتنی کمزوری کی حالت میں اور اخیر میں

www.abulhasanalinadwi.org

جب فالج کا اثر ہو گیا تھا تو نہایت کمزور ہو گئے تھے لیکن حال یہ تھا کہ کئی نکاح پڑھائے جبکہ بولنا مشکل تھا، لیکن جب نکاح پڑھاتے تھے تو پوری بات کہتے، یہی معمول صحت میں نکاح پڑھانے پر بھی تھا، مکمل بات کہتے تھے، اور جب بیمار ہوئے تب بھی پوری بات کہتے رہے، کیونکہ مقصود اصلاح ہے کسی کے دل میں بات اتر جائے، سمجھ میں آجائے، مجمع عظیم ہو تب بھی اسی طرح فرماتے تھے اور مجمع نہ ہو تب بھی اسی طرح فرماتے تھے، اس لیے ہمارا کام تو کہنا ہے۔

حضرت مولانا اسماعیل شہیدؒ کا واقعہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ جامع مسجد میں خطاب فرمایا اور بڑا مجمع تھا، مولانا کے وعظ میں بڑا مجمع ہوتا تھا، جب وعظ کہہ چکے تو دیکھا کہ ایک شخص دوڑا چلا آرہا ہے اور آکر رونے لگا کہ حضرت میں تیس رچالیس کلومیٹر سے آرہا ہوں کہ میں مولانا کا وعظ سنوں گا یہ کہہ کر رونے لگا، حضرت کا وعظ ختم ہو گیا اب میں کیا کروں؟ مولانا نے کہا ٹھہر جاؤ تنہا میں تمہارے سامنے وعظ کہوں گا اس کو بٹھا کر پورا وعظ دہرایا، یہ سب سے مشکل کام ہے، لیکن اخلاص والوں کا معاملہ یہی ہوتا ہے۔

ہم نے اپنے حضرت مولاناؒ کو دیکھا کتنے ہی تھکے ہوئے ہوں، کتنے ہی پریشان ہوں، کوئی اگر اللہ کا بندہ آگیا تو پوری توجہ کے ساتھ

www.abulhasanalinadwi.org

بات کرتے تھے۔ اخلاص کی بات ہی الگ ہے ورنہ ایسا ہوتا ہے کہ دس دس سال سے مدرسہ چلا رہے ہیں، کام کر رہے ہیں، کہتے ہیں کسی نے آج تک ہم کو مانا ہی نہیں، ہم کو کسی نے قبول کیا ہی نہیں، اگر اپنے کو قبول کروانے کے لیے کام کیا تھا، نہیں قبول ہوا، اللہ کے لیے اگر کام کیا جائے تو دسیوں سال آدمی محنت کرتا رہے اور چاہے کوئی مانے یا نہ مانے اسی طرح کرتا رہے گا، اللہ کے یہاں وہ کامیاب ہے چاہے دنیا میں وہ کامیاب نہ ہو۔

ایک دفعہ اللہ کے ایک مخلص بندے کسی کو سمجھا رہے تھے، اس نے غصے میں دھکا دے دیا، وہ نالی میں جا کر گرے، تب بھی برا نہیں لگا، پھر سمجھانے لگے۔ اللہ کا جو بندہ اللہ کے لیے کام کرتا ہے تو وہ کسی کے کہنے سننے میں اور نتیجہ دیکھنے میں نہیں پڑتا کہ نتیجہ سامنے آ رہا ہے یا نہیں، ہاں یہ ضرور ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اخلاص پیدا فرما دیتا ہے تو اس میں برکت بھی ظاہر ہوتی ہے، اس کے اندر تاثیر پیدا ہو جاتی ہے، اس کے کہنے اور سمجھانے کو لوگ برا نہیں مانتے، اعمال اخلاص سے خالی ہوں تو چاہے دیکھنے میں بڑے موٹے تازے ہوں، لیکن وہ مٹی میں مل جائیں گے، اور اخلاص کے ساتھ عمل چاہے معمولی ہو اس کی مثال ایک پرندہ کی ہے کہ چھوٹا سا پرندہ ہے، وہ زندہ ہے، وہ اڑ رہا ہے، اس کی پرواز بلند ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

اس لیے کہ اس کے اندر زندگی ہے، ایسے ہی اگر ہمارے اعمال اخلاص کے ساتھ زندہ ہیں تو ان کی پرواز بلند ہے، اگر اخلاص کے ساتھ ہمارے اعمال نہیں ہیں چاہے وہ ہاتھی کے برابر ہوں تو ایک دن ایسا ہوگا کہ مٹی میں مل جائیں گے، اس لیے بہت سے اعمال ایسے کرنے والے بھی رہے ہیں کہ وہ بہت اونچے اور بڑے درجہ کے معلوم ہوتے ہیں، لیکن ایسے غائب ہوئے کہ ان کا کوئی نام لیوا بھی نہیں۔

حضرت مولاناؒ فرماتے تھے کہ مخلص کی کشتی ڈوبتے ڈوبتے بھی کنارہ لگ جاتی ہے، اور جو مخلص نہیں ہوتا اس کی کشتی کنارہ پہنچ کر بھی ڈوب جاتی ہے، اس لیے سب سے اہم چیز اخلاص ہے کہ آدمی اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرے، اخلاص پیدا اسی وقت ہوتا ہے جب مخلص کے پاس رہے، ورنہ اندر اندر وہ بات پیدا ہونے لگتی ہے جو اس کو گھن کی طرح کھا جاتی ہے، فخر پیدا ہونے لگتا ہے، اپنے کو بڑا سمجھنے لگتا ہے، لیکن جب وہ بڑوں کے ساتھ رہتا ہے تو کہتے ہیں کہ جب اونٹ پہاڑ کے نیچے آتا ہے تو اس کو اپنی حیثیت معلوم ہوتی ہے، اور جب تک اونٹ پہاڑ کے نیچے نہیں آتا تو سمجھتا ہے کہ مجھ سے بڑا کوئی نہیں، ایسے ہی جو لوگ دین کا کام کرنے والے ہیں جب ہر آدمی ان کی واہ واہ کرتا ہے، حضرت کی تقریر ایسی ہے، اور آپ نے ایسا کام کیا، یہ ہوگیا بس وہ پھول جاتا

www.abulhasanalinadwi.org

ہے، اور جو اللہ والوں کے پاس رہتا ہے بڑے لوگوں کے پاس رہتا ہے تو یہ سمجھتا ہے کہ یہ لوگ کتنا کام کیے ہوئے ہیں، پھر بھی اپنے کو کچھ نہیں سمجھتے، نہ فخر وغرور کرتے ہیں، نہ دوسروں کی تحقیر، تو اس کے اندر بھی اللہ کے لیے کام کرنے کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول پاک علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جو دنیا سے اخلاص کے ساتھ جائے، اور اللہ کی عبادت اس طور پر کرے کہ کسی کو شریک نہ کرے، اور نماز پڑھتا ہوا جائے، زکوۃ کی ادائیگی کے ساتھ جائے تو اللہ اس سے راضی ہوگا۔

اس سے بڑھ کر کیا بات ہوگی کہ آدمی دنیا سے اس طرح رخصت ہو اس کو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا پروانہ مل جائے، اور یہ اسی وقت ملے گا جب دو چیزیں حاصل ہو جائیں، وہ دو چیزین بنیادی ہیں، خالص توحید اور اخلاص، یعنی اللہ کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک نہ کرے یہ توحید ہے، اور اس کی عبادت اور طاعت میں بھی کسی کو شریک نہ کرے یہ اخلاص ہے، یہ دو چیزیں اگر حاصل ہو جائیں گی تو اس کی کامیابی میں کوئی شبہ ہی نہیں، دینا کی کوئی طاقت اس کو ناکام نہیں کر سکتی، اور اگر اس میں کسی درجہ میں کمی ہے تو مکمل کامیابی نہیں ہو سکتی۔

www.abulhasanalinadwi.org

اخلاص کے بغیر کوئی عمل قابل قبول نہیں

بغیر اخلاص کے کوئی عمل بھی قابل قبول نہیں ہے، چاہے اس کا تعلق تعلیمی سرگرمیوں سے ہو اور چاہے اس کا تعلق تربیتی سرگرمیوں سے ہو، دونوں میں اخلاص شرط ہے، اسی لیے حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جو شخص وہ علم حاصل کرتا ہے جس سے اللہ کی رضا ہی چاہی جاتی ہے (یعنی دینی علوم) دینی علوم حاصل ہی اس لیے کیے جاتے ہیں کہ اللہ راضی ہو جائے اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کو سمجھنے کے لیے دینی علوم کا حصول کیا جاتا ہے، گویا کہ یہ علوم اس لیے ہیں تا کہ اللہ کی رضا معلوم ہو جائے، اور رضا کا کیا مطلب ہوتا ہے؟ اللہ کی پسند معلوم ہوتی ہے، رضا معنی پسند کے ہیں، اس لیے جب کسی کو کوئی چیز دیتے ہیں، اور وہ اس کو پسند کرتا ہے، خوش ہوتا ہے، تو آپ کہتے ہیں کہ راضی ہو؟ تو وہ کیا کہتا ہے کہ راضی ہیں۔ اسی طرح پسند اور ناپسند کا معلوم ہونا بہت مشکل ہے، جب تک کہ پسند والا یہ نہ بتا دے کہ یہ پسند ہے اور یہ ناپسند ہے، کھانا لگا ہوا ہے، عمدہ عمدہ ڈش لگی ہوئی ہے، کیلا بھی ہے، سیب بھی ہے، انگور بھی، انار بھی ہے، اور جتنے بھی پھل ہو سکتے ہیں سب اس کے دسترخوان پر لگے ہوئے ہیں، آپ کے بغل میں ایک شخص بیٹھا ہوا ہے، لیکن آپ یہ نہیں بتا سکتے کہ اس کو کیا پسند

www.abulhasanalinadwi.org

ہے جب تک کہ وہ خود نہ بتائے کہ ہم کو کیا پسند ہے، پس بات یہی ہے، اللہ جب تک ہم کو یہ نہ بتائے کہ ہم کو یہ پسند ہے، یہ ناپسند ہے، اس میں یہ مسئلہ نہیں ہے کہ یہ کام اچھا ہے، یہ بھی کام اچھا ہے، ان کو پسند کیا ہے، یہ معلوم کرنا ضروری ہے اور اگر ان کی پسند کے مطابق کام کیا جائے تب وہ تو راضی ہوں گے ورنہ ناراض، اس لیے اللہ تعالیٰ انبیاء کرام کو بھیجتا ہے یہ بتانے کے لیے کہ اس کی پسند کیا ہے، اور جب اللہ تعالیٰ نے رسول پاک علیہ الصلاۃ والسلام کو بھیجا تو پھر قرآن مجید میں یہ اعلان کر دیا ﴿الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا﴾ تو اس میں یہی اعلان کیا کہ دین کو مکمل بھی کر دیا، نعمت کو تمام بھی کر دیا، اور اسلام سے ہم راضی ہو گئے۔

یہی اسلام جو مذہب اسلام ہے اس سے ہم راضی ہیں، یہ ہماری پسند کا ہے، اب اسی پر چلنا پڑے گا، تو کوئی کہے کہ ہم کو یہ پسند نہیں تو یہ غلط ہو جائے گا، اس لیے کہ اللہ نے یہ اعلان کر دیا کہ ہم کو یہ پسند ہے اور بتا دیا، جب کسی بادشاہ یا وزیر یا بڑے آدمی کی آپ دعوت کریں تو آپ پچھوائیں گے کہ آپ کو کیا پسند ہے، تب وہ آئے گا آپ کے یہاں، اگر آپ نے الٹی سیدھی چیزیں رکھ دیں تو اس کو کچھ پسند ہی نہیں آیا، اس کو جو

www.abulhasanalinadwi.org

چیز پسند تھی وہ رکھنی چاہیے۔

جب امریکہ کا صدر آتا ہے ہندوستان میں تو پہلے ان کی ٹیم آجاتی ہے کہ ان کو کیا کیا پسند ہے، کیا تیاری ہونی چاہیے؟ وہ کیسے رہتے ہیں؟ کیا کھاتے ہیں؟ ان کے چاروں طرف کیسے لوگ ہونے چاہییں؟ کتنی رعایت ان کی پسند کی جاتی ہے، تو اللہ جو سب سے بڑا ہے تو کیا آپ نہیں معلوم کریں گے کہ اس کو کیا پسند ہے، معلوم کرنا پڑے گا، اور کون بتائے گا؟ نبی آکر بتائیں گے کہ ان کو یہ پسند ہے، اللہ تعالیٰ کی پسند کو معلوم کرکے جب آپ کام کریں گے تو اللہ تعالیٰ خوش ہوگا ورنہ نہیں۔

دینی علوم اللہ کی پسند معلوم کرنے کا ذریعہ ہیں

تعلیم جو ہم کو سکھائی جارہی ہے قرآن مجید کی، حدیث کی، اور دینی علوم کی، یہ اس لیے ہے تاکہ اللہ کی پسند معلوم کریں، اور اس کے ذریعہ سے ہم وہ کام کریں جس کو اللہ پسند کرتا اور پھر وہ راضی ہوجاتا ہے، اب اگر کوئی شخص یہ تعلیم اس لیے حاصل کرتا ہے کہ اس سے دنیا مل جائے تو ظاہر ہے کہ یہ کتنی بری بات ہے، لیکن ہم اس کو دنیا کے لیے حاصل کر رہے ہیں تو اس کے لیے اللہ کو غصہ بھی آتا ہے۔

حدیث میں ہے جو دنیا کے مال ومتاع کے لیے علم حاصل کرے گا تو

www.abulhasanalinadwi.org

اس کو جنت تک کی خوشبو تک نہیں ملے گی۔ یہ اس لیے نہیں تھا کہ تم اس کے ذریعہ سے مال کماؤ، قرآن مجید مال کمانے کے لیے نہیں ہے، اور یہ حدیث کے علوم، فقہ کے علوم، یہ مال کمانے کے لیے نہیں ہیں، جتنے دینی علوم ہیں یہ اللہ کو راضی کرنے کے لیے ہیں، اللہ کی پسند معلوم کرنے کے لیے ہیں، جو اس راز کو سمجھ لے گا وہ ان علوم سے فائدہ اٹھا پائے گا، ورنہ نہیں، اس لیے صاف صاف حدیث میں آتا ہے، جنت کی وہ شخص خوشبو بھی نہیں پائے گا اور جو پیشن گوئیاں حدیث میں آتی ہیں کہ آخری دور میں جو خرابیاں پیدا ہو جائیں گی ان میں سے ایک خرابی یہ بھی ہے، حدیث میں آتا ہے ترمذی کی روایت ہیکہ علم حاصل کیا جائے گا دوسری غرض کے لیے، دین کے لیے نہیں جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے کہ دینی علوم بھی حاصل کیے جا رہے ہیں دوسرے اغراض کے لیے، اس لیے اس میں بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ علوم اس لیے عطا فرمائے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو جائے، اس کی پسند معلوم ہو جائے۔

اصلاحی تعلقات کا مقصد

اسی طرح یہ تربیتی، اصلاحی تعلقات کا مسئلہ ہے، اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے کہ اخلاص سے کام لیا جائے، یہاں بھی کوئی

www.abulhasanalinadwi.org

غرض نہ ہو کہ لوگ ہم کو بڑا سمجھیں، ہدیہ دیں، تحفہ دیں، ہمارے پیچھے چلیں، ہمارا ہاتھ چومیں اور ہمارا حلقہ بڑا ہو جائے، ماننے والے بڑھ جائیں، اسی لیے حدیث شریف میں آتا ہے کہ آخری دور میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دین کو ذریعہ بنائیں گے دنیا کمانے کا، دعوت کا کام بھی کریں گے لیکن اس کے ذریعہ سے ان کا یہ مقصد ہوگا کہ پیسہ مل جائے، عہدہ مل جائے، شہرت مل جائے، اور لوگوں کو دکھانے کے لیے ایسے طور طریق استعمال کریں گے کہ اس سے لوگ ان کو بڑا بزرگ سمجھیں کہ بڑے متواضع بنیں گے، دکھانے کے لیے تقشّف کا اظہار بھی کریں گے، ایسا لباس اختیار کریں گے کہ لوگ ان کو سمجھیں گے کہ بہت بزرگ ہیں، اور باتیں بھی اتنی اچھی کریں گے، اتنی میٹھی کہ شہد بھی اس کے آگے بیکار ہے، حالانکہ دل بھیڑیوں کی طرح ہوں گے، مقصد کیا ہوگا؟ پیسہ کمانا، سامنے جو آرہا ہے اس سے بہت بزرگی کے ساتھ، بہت تواضع کے ساتھ، میٹھی اور چکنی چپڑی باتیں کریں گے، تاکہ وہ گرویدہ ہو جائے، عقیدت مند ہو جائے، اور پھر اس کی جیب سے پیسے نکلوائیں گے، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " أم علي يجترؤن " یہ ہم سے دھوکہ میں پڑ رہے ہیں، یا اتنی جرأت ان کی بڑھ گئی ہے کہ ہم پر جرأت دکھا رہے ہیں،

www.abulhasanalinadwi.org

اللہ تعالیٰ اپنی قسم کھا کر کہتا ہے کہ ان کو ایسے فتنے میں مبتلا کر دیں گے کہ ان میں سے بہت زیادہ جو صبر اور برداشت کرنے کی صلاحیت رکھنے والا آدمی بھی ہوگا وہ بھی حیران ہو جائے گا۔

خرافات وبدعات کے مراکز فتنوں کی آماجگاہ

آپ دیکھ لیجئے اس طرح کے جتنے صوفی ہیں، ڈھونگی قسم کے، ان کے یہاں اگر آپ جا کر معلوم کریں تو سب کو فتنے میں مبتلا پائیں گے، ہندوستان کی اکثر قبروں والے ان کی خانقاہوں میں جائیں تو معلوم ہوگا کہ ہر قبر پر لڑائی ہو رہی ہے، آپس میں رنجشیں ہیں، مقدمہ بازیاں ہیں، اور یہ فتنہ آپس میں بھائیوں میں ہو رہا ہے، اور فتنہ اس وقت اور بڑھ جاتا ہے جب گھر کے اندر ہو، باہر کا فتنہ تو آسان ہے برداشت کر لے گا آدمی، کوئی ہمارا دشمن ہے وہ دہلی میں بیٹھا ہے، اس سے ہمارا کوئی رشتہ نہیں، لیکن ایک شخص ہے جس سے ہماری ساری مقدمہ بازی چل رہی ہے، ہمارے گھر کا بھائی ہے، تو یہ فتنہ بڑھا ہوا ہے، ساری قبروں پر آپ معلوم کر لیجئے جتنی قبریں ہیں جہاں چادر چڑھائی جاتی ہے، اور جہاں شرک وبدعت اور خرافات کے ڈیرے ہیں وہاں فتنوں کے بھی ڈیرے ہیں، جو یہ فرمایا گیا غلط نہیں، ظاہر ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرما

www.abulhasanalinadwi.org

رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بڑے جلال کے ساتھ فرماتا ہے: ''فبی حلفت'' میں اپنی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان کو فتنوں میں مبتلا کر کے رہوں گا، اور وہ فتنوں میں مبتلا ہیں، اور جب بات کریں گے تو ایسی میٹھی ایسی شیریں کہ معلوم ہوگا کہ اس سے زیادہ مٹھاس کہیں پائی نہیں جاتی، آپ بات کر کے دیکھیں ایسے لوگوں سے، اور اسی میں بے چارے سیدھے سادے عام لوگ سمجھتے کچھ نہیں اور جا کے عقیدت میں سر جھکا دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس لیے فرمارہا ہے کہ یہ سب باتیں صحیح نہیں ہیں، اللہ کو راضی کرنے کے لیے جو کام کرے گا تو اس میں فائدہ ہوگا، اگر اللہ کو راضی کرنے کے لیے نہیں کیا تو کوئی فائدہ نہیں۔

معاملہ دل کا ہے

اصل معاملہ دل کا ہے، دل کہتے ہی ہیں کہ الٹتا پلٹتا رہے، یہ بھاگتا رہتا ہے، تو دل کو سمیٹنے کے لیے محنت کرنی پڑتی ہے، اور جب کوئی اپنے دل کو قابو میں کر لیتا ہے، یہ چیز اس کے لیے آسان ہوجاتی ہے، مگر دل پارہ کی طرح ہے جس طرح پارہ کو پکڑنا مشکل ہے، تھرمامیٹر میں پارہ ہوتا ہے، اگر تھرمامیٹر ٹوٹ گیا اور پارہ گر گیا تو اس کو اٹھانا بہت مشکل ہے، ہاتھ میں نہیں آئے گا، ادھر ادھر بھاگ جائے گا، ایسے ہی دل ہے، کبھی

www.abulhasanalinadwi.org

ادھر لگ رہا ہے، کبھی ادھر لگ رہا ہے، کبھی غلط چیز کی طرف کبھی اچھی چیز کی طرف دل بھاگتا رہتا ہے، لیکن یہی پارہ جب آپ اس کو اٹھا کر تھرما میٹر میں رکھ دیں، تو اس سے دوسروں کی حرارت وشرارت کا پتہ چل جاتا ہے، آپ نے بدن میں لگایا بتادے گا کہ کتنا بخار ہے؟ پھر اس کے اندر طاقت پیدا ہو جاتی ہے، ایسے ہی معاملہ دل کا بھی ہے، جب دل کو آدمی قابو میں کر لیتا ہے کہ وہ بالکل صحیح چلے، یہ اللہ کی توفیق سے ہوتا ہے، تو پھر دل جو کہتا ہے وہ صحیح ہی کہتا ہے، دل سے بڑھ کر کوئی دوست بھی نہیں ہے اور دل سے بڑھ کر کوئی دشمن بھی نہیں ہے، جب تک قابو میں نہیں رہتا تو اچھے اچھوں کے ہاتھ نہیں لگتا، اور جب قابو میں آجاتا ہے تو اس کو تو ٹھیک کرتا ہی کرتا ہے، دوسروں کو بھی پہچان لیتا ہے کہ کتنے پانی میں ہے!

ساری چیزیں دل ہی سے وابستہ ہیں، اسی لیے نیت کا معاملہ بھی دل ہی سے ہے، جب دل درست ہو جائے گا تو نیت درست ہو جائے گی، دل درست ہو جائے گا تو ہر چیز درست ہو جائے گی، ہمارے جو بڑے ہیں ان کی محنت دل پر ہوتی ہے تا کہ دل ادھر ادھر نہ ہو۔

ایک واقعہ

ایک بزرگ کا واقعہ حضرت مولانا نے کئی مرتبہ سنایا جو بہت مشہور

www.abulhasanalinadwi.org

واقعہ ہے، بڑے تاجر تھے، اپنے آفس میں بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں خبر آئی کہ جہاز سے جو سامان آرہا تھا سب ڈوب گیا، تو انھوں نے سر جھکایا اور کہا الحمدللہ اور اپنے کام میں لگ گئے، پھر ایک دو روز کے بعد خبر آئی کہ نہیں جہاز بچ گیا، اور سامان اتر گیا ہے، پھر انھوں نے سر جھکایا اور کہا کہ الحمدللہ، خیر بات آئی گئی، لیکن بعض لوگ جو آس پاس کے ہوتے ہیں وہ پوچھ لیتے ہیں کہ سمجھ میں نہیں آیا کہ جب جہاز ڈوبا تو الحمدللہ نکلا، اور اب بچ گیا تو بھی الحمدللہ؟ تو انھوں نے کہا کہ جہاز کا ڈوبنا یا بچ جانا اصل نہیں ہے، لیکن دل کی کشتی اگر سمندر میں ڈوب جائے تو یہ مشکل کی بات ہے، جب مجھے معلوم ہوا کہ جہاز ڈوب گیا تو میں نے دل کو دیکھا کہ اس پر اثر تو نہیں پڑا، تو دیکھا کہ کوئی اثر نہیں ہے، تو میں نے کہا کہ الحمدللہ دل کی کشتی سلامت ہے یہ نہیں ڈوبی، سامان ڈوب گیا ڈوب گیا، سامان آتا جاتا رہتا ہے، اور جب خبر آئی کہ بچ گیا تو پھر میں نے دل کو دیکھا کہ اِترا تو نہیں رہا ہے کہ میں بزرگ ہوں میری وجہ سے بچ گیا، تو معلوم ہوا کہ نہیں ایسی کوئی بات دل میں نہیں ہے، تو میں نے کہا الحمدللہ۔

ڈوبنا دو طرح کا ہے، جہاز ڈوبا دل ڈوبا، جہاز نکلا دل ڈوبا، دل دونوں سے بچ گیا تو انھوں نے کہا الحمدللہ۔

www.abulhasanalinadwi.org

دل کو درست کیجیے

اسی لیے سارا مسئلہ ہے دل کا ہے، دل جب درست ہو جاتا ہے تو ہر چیز درست ہو جاتی ہے، اس لیے نماز میں بھی کہا گیا ہے جو لوگ نماز میں کھیلتے رہتے ہیں داڑھی سے کپڑوں سے کہ اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا ہے تو ہاتھ پیر بھی ٹھیک ہوتے ہیں، (لو خشع قلبه لخشع جوارحه) معلوم ہوا کہ دل بہک رہا ہے کہ کبھی ہاتھ اٹھاتا ہے، کبھی کھجلاتا ہے، کبھی کپڑے ٹھیک کرتا ہے۔ سب سے اعلیٰ درجہ کی نماز یہ ہے کہ یہ سب کچھ نہ ہو، ساکت وصامت کھڑا ہو، اللہ کے حضور میں جیسا کہ ایک بندہ کھڑا ہوتا ہے، چونکہ دل بہر حال مچلتا رہتا ہے، بلکہ زیادہ مچلتا ہے، بلکہ اچھلتا ہے، جہاں نماز کی نیت کی، اللہ اکبر، معلوم ہوا کہ دل صاحب نکل گئے، بھٹک رہے ہیں، اب تک تو ٹھیک تھے لیکن جیسے ہی نماز کی نیت باندھی دل صاحب نے کہا کہ السلام علیکم اچھا میں تو چلا، کبھی گھر میں ہے، کبھی بازار میں ہے، آپ تجربہ کر کے دیکھ لیجئے، یہ اس لیے کہ ایک تو یہ کہ ابھی دل قابو میں نہیں آیا، دوسرے حضرت شیطان صاحب بیٹھے ہوئے ہیں کہ نماز ہی میں اس کو پریشان کرنا ہے، اس کے دل کو نکالو، دل بھاگا بھاگا پھرتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اخلاص کا تعلق دل سے ہے

سارا مسئلہ ہے دل کا، اگر دل درست ہو جائے تو ساری چیز درست ہو جاتی ہے، نماز درست ہو جاتی ہے، زکوۃ درست ہو جاتی ہے، روزہ درست ہو جاتا ہے، حج درست ہو جاتا ہے، معاملات درست ہو جاتے ہیں، تعلقات درست ہو جاتے ہیں، گویا کہ کل کی کل زندگی درست ہو جاتی ہے، اور اگر دل ٹھیک نہیں ہے تو کوئی چیز ٹھیک نہیں ہو سکتی ہے، اس لیے ہمارے بزرگوں (صحابہ سے لے کر اس دور تک) سب کی محنت یہی تھی کہ دل درست ہو جائے، جیسے پارہ چھوٹا سا ہوتا ہے اور تھرما میٹر کتنا بڑا ہوتا ہے اس کے اندر بند کرنے کے لیے کتنی محنت کی جاتی ہے تب جا کر بند ہوتا ہے اور پھر وہ اپنا پورا کام کرتا ہے، جس طرح پارہ کو محفوظ کرنے کے لیے شیشہ میں رکھتے ہیں اسی طرح دل کو قابو میں رکھنے کے لیے نمازیں پڑھوائی جاتی ہیں، روزہ رکھوایا جاتا ہے، محبت کا رمز روزہ اور حج ہے، اللہ کی حکومت کا رمز ہے نماز اور زکوۃ، گویا اللہ کو حاکم ماننا نماز اور زکوۃ کی ذریعہ سے، اللہ کو محبوب ماننا روزہ اور حج کے ذریعہ سے، اللہ کی حاکمیت اور محبوبیت ان دونوں کے ذریعہ دل کو قابو میں کیا جاتا ہے، پھر جب دل قابو میں آجاتا ہے تو پورا نظام زندگی درست ہو جاتا ہے، اسی

www.abulhasanalinadwi.org

لیے آپ دیکھیں گے کہ ان لوگوں کا معاملہ کبھی خراب نہیں ہوتا ہے، کہیں کہیں کبھی کبھی تھوڑا بہت ہوجاتا ہے تو اس کو بھی فوراً ٹھیک کر لیتے ہیں، جہاں خرابی ہوئی فوراً چیک اپ کرلیا، غصہ نہیں ہوتے، جہاں پر غصہ ہو جانا چاہیے وہیں پر غصہ ہوں گے، یہ اس وقت ہوگا جب تھرمامیٹر کے اندر پارہ آجائے، جب نماز وروزہ، زکوۃ وحج کے شیشہ کے اندر پارہ دل آجاتا ہے، تو پھر ہر چیز درست ہوجاتی ہے، اور پہچاننا آسان ہوجاتا ہے، تو اصل چیز ہے دل، اور دل ہی سے اخلاص کا تعلق ہے۔

اخلاص کے لیے دل خالی کیجیے

دل کے اندر خالص اللہ ہونا چاہیے، اور جب غیر اللہ ہوگا تو پھر اللہ کہاں ہوگا، یہ ہے ساری بات، اللہ تعالیٰ دل میں اسی وقت آتا ہے جب دل خالی ہوگا اور اگر دل میں کچھ ہوگا تو کیوں آئے گا؟ دیکھئے اگر یہاں کوئی بہت بڑا آدمی آجائے تو کیا کرتے ہیں؟ سڑک ٹھیک کی جاتی ہے، پھر جس گھر میں داخل ہوتے ہیں اس کو صاف کیا جاتا ہے، لیکن جہاں پر وہ آکر بیٹھتا ہے تو اس کو پھولوں سے سجایا جاتا ہے، تب وہ آتا ہے، اگر اس کو اطلاع مل جائے کہ سڑک بھی ٹوٹی ہے، جہاں جانا ہے وہاں کھنڈر ہے اور جہاں بیٹھنا ہے وہاں بدبو آرہی ہے تو وہ نہیں آئے گا، تو اللہ میاں

www.abulhasanalinadwi.org

کو گورنر سے کم سمجھا ہے، یا صدر مملکت سے کم سمجھا ہے، یہاں بھی تین چیزیں ہیں، اپنے ماحول کو درست کرو، اپنے جسم کو درست کرو، پھر اپنے دل کو سجاؤ، تب آئیں گے ایمان صاحب، اور پھر دل چمک اٹھے گا، اسی لیے نظافت ہے، طہارت ہے، تزکیہ ہے، نظافت جیسے باہر کی سڑک ٹھیک کی گئی، طہارت جسم کو ٹھیک کیا گیا، دل سے حسد، کینہ کپٹ سب نکالنا پڑے گا، تب جا کر حضرت ایمان صاحب آئیں گے، ہم لوگوں نے ایمان کو اتنا آسان ہلکا سمجھ رکھا ہے کہ چمگادڑوں سے دل کو بھر لو اور مکڑیوں سے اس کو خراب کرلو اور تنکوں سے اس کو بالکل برباد کردو، اور اس کے بعد حضرت ایمان سے کہئے کہ آجائے، کہاں سے آجائے گا؟ اور جب ایمان نہیں آئے گا تو پھر مزہ نہیں آئے گا، اسی وجہ سے اکثر لوگ مزہ سے محروم ہیں، اور جب دل میں مزہ نہیں تو ظاہر ہے کہ کسی چیز میں مزہ نہیں، اصل مزہ تو دل کا ہے۔

الفت میں برابر ہے وفا ہو کہ جفا ہو
ہر چیز میں لذت ہے گر دل میں مزہ ہو

یہ دل عجیب وغریب چیز ہے، اللہ تعالیٰ کو کسی کی شرکت پسند نہیں ہے، اس معاملہ میں صرف ہم لوگوں کا حال یہ ہے کہ اگر کوئی آکر یہ کہتا ہے کہ ہم آپ سے ملنے آئے ہیں، ہمارے حضرت مولانا کے ساتھ بہت

www.abulhasanalinadwi.org

پیش آتا تھا، ہم لوگ بہت تماشہ دیکھتے رہتے تھے، ایک صاحب آئے حضرت آپ کی زیارت کو آئیں ہیں، حضرت مولاناؒ کبھی کبھی ناگواری میں کہتے صحیح بتاؤ جلدی بتاؤ کس لیے آئے ہو؟ وہ کہتے حضرت آپ سے ملنے آئے ہیں، حضرت سمجھ لیتے کہ تصدیق نامہ وغیرہ کے لیے آئے ہیں۔ تو حضرتؒ، مولانا محمد رابع صاحب ؒسے کہتے تھے کہ رابع ذرا ان کو لکھ کے دے دو۔ اس کے برخلاف ایک صاحب ہمارے سامنے آئے، زیادہ پڑھے لکھے نہیں عام آدمی تھے وہ آئے، حضرت نے پوچھا کیسے آئے؟ کہا حضرت آپ سے ملنے آئے ہیں، کہا میرے پاس بیٹھو، اپنے پاس بٹھا کر کھانا کھلایا کہ یہ ہم سے ملنے آئے ہیں۔

اب آپ یہ بتائے کہ انسانوں کا جب حال یہ ہے، تو خدا تو خدا ہے وہ کیسے شرکت گوارہ کرسکتا ہے۔

اللہ تعالی دلوں کو دیکھتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ہے کہ میں تمہارے جسم اور اور تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہوں کہ اس کا رخ کدھر ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اللہ تعالیٰ نے کسی کو کالا بنایا کسی کو گورا بنایا کسی کو لمبا بنایا کسی کو پستہ قد تو اب آپ ناپنے لگیں کہ یہ زیادہ خوبصورت ہیں، یہ زیادہ اچھے ہوں گے، یہ سب نہیں بلکہ دل کسی کا خوبصورت ہے، حسین ہے، یہ دیکھنے کی بات ہے اور دل حسین ہوتا ہے جب اخلاص سے مالا مال ہو، اس لیے کہ حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص پر اللہ رحم فرمائے جو شخص میری بات سنے اور دوسروں تک پہنچائے۔ پھر فرمایا کہ تین صفتیں ایسی ہیں جس کے اندر وہ صفتیں پائی جائیں گی اس کے اندر کوئی روگ نہیں آئے گا، کوئی کھوٹ نہیں ہوگا، اس کا دل دھوکا نہیں دے گا، نہ ہی دھوکا کھائے گا، وہ کیا چیزیں ہیں؟ اخلاص بالعمل یعنی اللہ کے لیے عمل میں اخلاص ہو، جو عمل بھی کرے اس میں اخلاص ہو، وہ اللہ کے لیے کرے۔ اور جتنے لوگ ہیں چاہے وہ ذمہ دار ہوں اہل اسلام کے، اور چاہے عام لوگ سب کے ساتھ خیر کا معاملہ کرے، بھلائی کا معاملہ کرے، چاہے اپنا ہو یا غیر، سب کے ساتھ بھلائی کا سلوک کرے۔ اور ان کی جماعت کے ساتھ لگا رہے، مسلمانوں کی جماعت سے الگ نہ ہو، ڈیڑھ اینٹ کی مسجد نہ بنائے، سب کے ساتھ رہے۔

آج کل کا یہ مرض ہے کہ لڑائی ہوگئی تو اس کے مقابلہ کے لیے

www.abulhasanalinadwi.org

کھڑے ہو گئے، ایک تو جھگڑا کیا اس کے بعد مدرسہ اس کی مخالفت میں کھول کر یا کوئی اور دوسرا کام اس کی مخالفت میں کر کے کہتے ہیں کہ اب تو دو دو کام ہو گئے ماشاء اللہ، بے جا تاویل کرتے ہیں، اس سے توبہ کرنی چاہیے، شیطان بھی تاویل میں مارا گیا، اس نے کہا:﴿خلقتنی من نار و خلقته من طین﴾ اللہ نے کہا سجدہ کرو اس نے تاویل شروع کر دی، اور کہا سجدہ کیسے کریں؟ مٹی تو نیچے جاتی ہے، اور آگ اوپر جاتی ہے، میں آگ کا بنا ہوں، یہ مٹی کے بنے ہیں! اس کا نتیجہ کیا ہوا، جنت سے نکالا گیا، تو بے جا تاویل نہیں کرنی چاہیے، فوراً معافی مانگنی چاہیے، معافی آدم علیہ السلام کی میراث ہے، ورنہ آدم علیہ السلام بھی کہہ سکتے تھے کہ شیطان نے دھوکہ دیا اور دھوکہ میں آ کر میں نے ممنوعہ درخت سے کھا لیا، انھوں نے تاویل نہیں کی، بلکہ کہا:﴿ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفر لنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرین﴾ یہ میراثِ آدم علیہ السلام ہے، اور تاویل کرنا میراثِ ابلیس ہے، اگر آدمی اپنے آپ کو بخشوانا چاہتا ہے تو آدم کی میراث میں آئے، ابلیس کی میراث میں نہ جائے۔

آج کل ہم لوگوں کا حال وہی ہے جو حضرت مجددؒ نے لکھا ہے کہ شیطان ایک جگہ فرصت سے بیٹھا ہوا تھا، انہوں نے کہا کیوں میاں آج

www.abulhasanalinadwi.org

تو بڑے آرام سے بیٹھے ہو؟ تو شیطان نے کہا کہ بہت سے لوگوں نے ہمارا کام لے لیا ہے، اس لیے تھوڑا آرام کر رہے ہیں۔

تو ہر بات کے پیچھے جو تاویلات ہو رہی ہیں، یہ ابلیسی انداز و فکر ہے، ارے اپنے گناہ کو مانو، اللہ کے دربار میں حاضر ہو کر توبہ کرو، بس یہ تو اللہ کو پسند ہے، اور یہ امر سمجھانے کے لیے اللہ نے دنیا میں بھی رکھا ہے، مثلاً اگر کسی کا کوئی لڑکا ناراض ہو کر بھاگ جائے اور پھر تاویل کرے تو گھر والے کتنا ناراض ہوتے ہیں، اور اگر وہ کہے ہم سے کچھ نہ پوچھو بس ہم کو معاف کر دو اور رونے لگے تو گھر والے لپٹا لیتے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ کو بھی یہ بات پسند ہے، بس اس کے دربار میں توبہ کرو" کلکم خطاؤون" تم سب گنہگار ہو۔ ہے کوئی جو گنہگار نہ ہو، اللہ کہتا ہے مجھ سے مانگو، مجھ سے ہدایت مانگو ہدایت دوں گا تم سب گنہگار ہو، مجھ سے مغفرت چاہو میں تمہاری مغفرت کروں گا، اسی لیے بتایا گیا ہے کہ کوئی بھی اپنے کو دودھ کا دھلا نہ سمجھے،

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی نیت دنیا کی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ فقر کا، افلاس کا ڈر اس کے سامنے کھڑا کر دیتے ہیں، اس کو ہر وقت ڈر فقر و فاقہ کا لگا رہتا ہے اس کی نیت صرف دنیا ہے دنیا کمانا ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

ہر وقت سوچتا ہے، دنیا، دنیا، دنیا، تو اللہ تعالیٰ فقر کا ڈر اس پر طاری کر دیتا ہے اور اس کے کام بھی اس پر پراگندہ ہو جاتے ہیں، اس کی جائداد ہو، کاروبار ہو، سب بکھرا رہتا ہے، اس لیے کہ اس کو ہر وقت پیسے کی فکر ہے، پیسے کی جب زیادہ فکر کرے گا تو اتنا ہی منتشر ہو جائے گا، اور جس کی نیت آخرت ہو گی تو اللہ تعالیٰ اس کو دل کا دولت مند کر دے گا، دل کی تونگری عطا فرمائے گا کہ دل اس کا تونگر ہو جائے گا، مالدار ہو جائے گا، دولت مند ہو جائے گا، اور اصلی دولت مندی دل کی دولت مندی ہے، دل کے اندر غنا ہو، اس کا کاروبار ہو، یا اس کی جائداد ہو، وہ سب اللہ کی طرف سے خود بخود سدھر جائیں گے، صحیح رخ پر پڑ جائیں گے، اس لیے کہ اس کو کسی قسم کی پریشانی تو ہے نہیں اس کے مدنظر آخرت ہے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے، اور پھر دنیا اس کے پاس ذلیل وخوار ہو کر آئے گی۔ اگر آخرت مدنظر رہے تو دنیا اس کے جوتوں میں آتی ہے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا واقعہ لکھا ہے کہ ایک صاحب ہدیہ دینے آئے، انھوں نے کہا کہ نہیں لیں گے، کچھ مسئلہ تھا، تو انھوں نے کہا کہ نہیں حضرت قبول کر لیجیے، کہا نہیں لیں گے، جب وہ جانے لگے تو حضرت کے جوتے کے اندر رکھ گئے، جب مولانا نکلے اور جوتا پہنا تو پیسے

www.abulhasanalinadwi.org

پیر میں لگے، تو مسکرا کر کہنے لگے دیکھو دنیا آتی ہے جوتوں میں، میں نے اس کو ٹھوکر ماردی تو جوتے کے اندر آگئی۔

تو دنیا اس طرح ذلیل ہو کر آتی ہے، جو دنیا سے بھاگتا ہے تو دنیا اس کے پیچھے آتی ہے، اور جو دنیا کے پیچھے ڈوڑتا ہے دنیا اس سے بھاگتی ہے، عجیب وغریب ہے یہ دنیا، اس کی خوشامد کرو گو تو نخرے کرے گی، اور اگر ٹھوکر مارو تو تمہاری خوشامد کرے گی، اس میں آدمی کو دھوکہ ہو جاتا ہے۔

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ عمل کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

یہ اہم ترین احادیث میں سے ہے، اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، اور عمل کا دارومدار جب نیت پر ہے تو نیت کے درجات بھی ہیں، جس درجہ کی نیت ہوگی اسی اعتبار سے اس پر ثواب ملے گا، اسی اعتبار سے اس عمل کا نتیجہ نکلے گا، اس لیے جب نیت صحیح ہو تو اسی نیت کا اعتبار ہوگا، جس درجہ میں نیت صحیح ہوگی اسی درجہ کا اس پر اجر وثواب ملے گا، اور جتنا ہی وہ اچھی ہوگی اتنا ہی اچھا پھل آئے گا۔

www.abulhasanalinadwi.org

اس کو یوں سمجھ لیں جیسے کاشت کسان کرتا ہے دانہ ڈالتا ہے پھر اس کو بند کر دیتا ہے، جب بند کر دیتا ہے تو کسی کو نہیں معلوم ہوتا کہ کیا بویا ہے جس نے بویا ہے بس وہی جانتا ہے، یہ جو دل ہے، یہ زمین ہے، آپ اس پر محنت کرتے ہیں، پھر دانہ ڈالتے ہیں، دانہ کیا ڈالا یہ کوئی نہیں جانتا سوائے آپ کے، آپ جانتے ہیں دل میں نیت کیا ہے؟ اب اگر یہ دانہ اچھا ہے تو اچھا درخت نکلے گا، اور بُرا ہے تو بُرا درخت نکلے گا، لیکن جب شروع میں درخت نکلتا ہے تو پہچانا نہیں جاتا، ہاں جو بہت ماہر ہیں وہ پہچان لیتے ہیں، ہم لوگ ماہر نہیں ہیں، جو ماہرین ہیں اللہ والے ہیں، وہ فوراً تاڑ جاتے ہیں کہ معاملہ گڑبڑ ہے، علامت تو غلط ہو رہی ہے، اور اگر اچھا نکلتا ہے تو بھی پہچان جاتے ہیں کہ یہ صحیح نکل رہا ہے۔ عام لوگ نہیں جانتے اس کو، پھر جب وہ بڑھ کر تناور درخت ہو جاتا ہے تب عام لوگ بھی جان لیتے ہیں کہ دانہ ہی خراب تھا، ہم تو سمجھ رہے تھے کہ آم نکلے گا لیکن نکلا نیم، ہم سمجھ رہے تھے کہ ہم نے کوئی پھل والا درخت بویا ہے، لیکن نکلا ببول، لیکن بہت دنوں بعد جب تناور درخت بنے گا تب معلوم ہوگا، جو دانہ ڈالا جائے گا دل کی زمین میں وہ دانہ جب نکلے گا، جب سامنے آئے گا تو اس کا نتیجہ دنیا میں بھی ظاہر ہوگا، لیکن تھوڑا ظاہر ہوگا، ہر آدمی اس کو پہچانے گا، اس وجہ سے بہت معلوم ہوا کہ شہرت ہو

www.abulhasanalinadwi.org

رہی ہے، سارے لوگ ان کو بڑا سمجھ رہے ہیں لیکن اس کے بعد معلوم ہوا کہ سب ختم ہو گیا ہے، کیونکہ وہ درخت ہی بیکار تھا، اور بعض لوگوں کے بارے میں آتا ہے کہ کچھ نہیں ہے لیکن کچھ دنوں کے بعد معلوم ہوا کہ ذرا سا جو بویا تھا بڑا رنگ لایا، کتنے لوگوں نے ان سے فائدہ اٹھایا، ااور لوگوں کو نظر بھی نہیں آیا کہ کون سا دانہ کہاں ہے، کس نے اس کو چھپا کر رکھا تھا ،لیکن اس سے فائدہ پوری قوم اٹھا رہی ہے، اسی لیے اعمال کا دارومدار جو کچھ ہم نے دل میں چھپا کر رکھا ہے وہ اسی پر ہے کہ اندر ہمارے کیا ہے، اس لیے ہمیشہ یہ دیکھتے رہنا چاہیے کہ ہم نیت کیا کر رہے ہیں، جب اس کو ہم نے درست کر لیا تو پریشان نہیں ہونا چاہیے۔

آج حال یہ ہے کہ کھانا کھانے میں نیت ہی نہیں ہوتی اگر دعا پڑھ لی تو بس ایسے ہی پڑھ لی، لیکن یہ نیت کہ یہ اللہ کی نعمت ہے، اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے اور اس کے ذریعہ سے عبادت کے لائق ہو جائیں گے، اور کھانا کھانا اللہ کا حکم ہے ہم اس کے حکم کی پابندی کر رہے ہیں، اللہ اس سے خوش ہوتا ہے، کھانا چھوڑنے سے خوش نہیں ہوگا، اگر کوئی شخص کئی روز تک کھانا نہ کھائے تو گنہگار ہوگا، اس لیے کھانا کھانا چاہیے۔ اچھا کھانا کھاؤ منع کس نے کیا ہے؟ لیکن ہاں سنت کے مطابق کھاؤ، صحت جس سے خراب ہو وہ کھانا نہ کھاؤ، کم کھانا کھاؤ، بھوک رکھ کے کھاؤ تو اس سے

www.abulhasanalinadwi.org

صحت خراب نہ ہوگی، حلق تک کھالو گے صحت خراب ہوگی، یہ کھانا ایسا ہی ہے کہ کھانا سامنے دیکھا تو بھوک اتنی لگی ہوئی ہے کہ نیت کرنا بھی بھول گئے، بسم اللہ پڑھنا بھی بھول گئے، تو معلوم ہوا کہ کئی کئی آدمیوں کا کھانا کھا گئے، اب ڈکاریں آرہی ہیں، پریشان ہیں کہ اتنا کھا گئے، جب سوچ سمجھ کر کھائے گا، نیت کرکے کھائے گا تو احتیاط سے کھائے گا، پیٹ بھی نہیں خراب ہوگا۔

باہر کا بگاڑ اندر کے بگاڑ کا نتیجہ ہے

اندر کا معاملہ جب درست ہوگیا تو باہر کے معاملہ سے کوئی پریشانی نہیں، کیونکہ اندر کے معاملہ کا تعلق اللہ سے ہے اور باہر کے معاملہ کا تعلق غیروں سے ہے، تو اندر کا معاملہ جب درست ہوگیا تو باہر والا خود درست ہوجائے گا، اور اگر اندر کا درست نہ ہوا تو باہر کا چاہے کتنا درست معلوم ہو وہ درست نہیں ہے، اس لیے باہر کا بگاڑ اندر کے بگاڑ کا نتیجہ ہے، تو جو نیت دل میں کی ہے یعنی زمین میں جو بیج بویا ہے وہی پائے گا، اس کے خلاف نہیں ہوگا کہ آپ بیج کچھ ڈالیں اور امید کچھ اور رکھیں، ایسا نہیں ہے، ہم نے تو شہرت چاہی، عزت چاہی، مال چاہا تو اللہ مال دے دے گا، جو نیت تھی مل گیا، اب کچھ نہیں ملے گا، وہاں جب

www.abulhasanalinadwi.org

جاؤ گے تو پھر وہاں معاملہ یہ ہوگا کہ جو تم نے چاہا تھا وہ وہاں مل چکا ہے۔ اب یہاں کچھ نہیں ملے گا۔

حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ قیامت کے دن تین آدمی لائے جائیں گے؛ ایک جو شہید ہوا ہوگا، ایک وہ شخص جس نے اللہ کے راستے میں مال و دولت خوب خرچ کیا ہوگا، اور تیسرا وہ عالم جس نے لوگوں کو سمجھایا ہوگا، بتایا ہوگا۔ وہاں جب تینوں لائے جائیں گے اور اللہ تعالی ان کو بتائے گا کہ یہ یہ نعمتیں تم کو دی تھیں تو وہ کہیں گے کہ ہاں ہم نے بہت کام کیا، تو کہا جائے گا کہ نہیں تم نے تو یہ نیت کر رکھی تھی کہ ہماری خوب شہرت ہو، علامہ کہا جائے، مقرر کہا جائے، بڑا واعظ کہا جائے، تو دنیا میں کہا جا چکا، اب یہاں کچھ نہیں ملے گا۔

ایسے ہی شہید سے کہا جائے گا کہ تم اللہ کے راستے میں اس لیے شہید ہوئے کہ تم کو بہادر کہا جائے، بڑا بہادر آدمی تھا، تو سب نے کہہ دیا، جو نیت تھی مل گیا۔

تیسرا وہ شخص ہے جو اللہ کے راستے میں خرچ کرے گا اس سے بھی کہا جائے گا کہ تم نے اس لیے خرچ کیا کہ کہا جائے بڑے کشادہ دست ہیں، بہت سخی ہیں، کہتے ہیں کہ کوئی چلا جائے ان کے در پر تو خالی ہاتھ نہیں آتا، سب کو دیتے ہیں، آپ اس لیے دیتے تھے کہ آپ کی شہرت ہو، سو

www.abulhasanalinadwi.org

ہو چکی۔ اس لیے یہ معاملہ بڑا خطرناک ہے، اس میں آدمی کو بڑے چوکنا رہنے کی ضرورت ہے کہ کم سے کم یہ بات ہونی چاہیے کہ نیت خراب نہ ہو ، جیسے علوم دینیہ ہیں، قرآن مجید کی تلاوت ہے، حدیث کا پڑھنا ہے، اس میں نیت خراب نہ ہونی چاہیے، ان کے اندر اللہ نے یہ صفت رکھی ہے کہ اگر کچھ بھی نیت نہ کرے تلاوت کرنے میں، تب بھی ثواب ملے گا، اگر نیت خراب کی تب تو معاملہ خراب ہو جائے گا، اور اگر کچھ بھی نیت نہیں کی بس تلاوت کر رہا ہے تو ثواب ملے گا، اور اگر خدانخواستہ بری نیت تھی تو پکڑا جائے گا، جو کچھ ملنا تھا وہ بھی نہیں ملے گا، اس لیے ہمارے تمام علماء اور جتنے بڑے لوگ ہیں وہ اسی بات کا لحاظ رکھتے ہیں کہ اندر کا معاملہ ہمارا درست رہے، ہر وقت اسی کی فکر میں لگے رہتے ہیں اسی طرح سب کو کرنا چاہئے، اللہ تعالیٰ ہماری نیتوں کو درست فرمائے اور اخلاص عطا فرمائے۔

جنت کا سودا

ایک حدیث میں آتا ہے: "ألا ان سلعة الله الغالية، ألا ان سلعة الله الجنة." اللہ کا سودا مہنگا ہے، اللہ کا سودا جنت ہے، لیکن سودا مہنگا ہے، اس لیے آدمی کو ہمیشہ اپنی پونجی دیکھ لینی چاہیے، کھوٹی تو نہیں ہے، بازار میں کھوٹا سکہ نہیں چلتا ہے، آپ بازار جائیں اور اپنے نوٹ کو

www.abulhasanalinadwi.org

پھاڑ دیں تو دکان دار نہیں لے گا، حالانکہ یہ کھوٹا نہیں ہے صحیح ہے، اور اگر کھوٹا ہو تب تو کہیں نہیں چلے گا، بینک میں بھی نہیں چلے گا، ایسے جعلی نوٹ کتنے پکڑے گئے جو نہیں چلے، دیکھنے میں پانچ سو کا نوٹ لیکن وہ پانچ سو کا نوٹ نہیں تھا، جو اس کو لے جاتا ہے وہ خود پکڑا جاتا ہے کہ تم یہ نوٹ کہاں سے لے کر آئے، تو ایسے ہی معاملہ یہاں پر بھی ہے کہ ایمان لانے کے بعد اعمال میں نیت ضروری ہے کہ عمل آپ کس نیت سے کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کو خالص نیت پسند ہے، اور وہ نیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا چاہی جائے، اللہ میاں راضی ہو جائیں، خوش ہو جائیں، پسند کرلیں، اس لیے کام کر رہے ہیں، کام کریں یا نہ کریں وہ پسند کرلیں تو کام بن گیا، کام کریں اور پسند نہ کریں تو کام نہیں بنا، تو معلوم یہ ہوا کہ اصل اللہ کی پسند ہے، اور جس کو اللہ پسند کرتا ہے اس کو ایمان عطا فرماتا ہے، یہ علامت ہے پسند کی کہ اللہ میاں نے اس کو پسند کرلیا، اس لیے ایمان کی دولت عطا فرمادی، اب اگر وہ اچھے کام بھی کرتا ہے تو پسند بڑھتی جاتی ہے، اور اعمال اگر خالص اللہ کی رضا کے لیے کرتا ہے تو وہ قابل قبول ہوتا ہے، اور اگر وہ کام اللہ کے لیے نہیں کرتا تو وہ اللہ کے یہاں قابل قبول نہیں ہے، منھ پر مار دیئے جانے کے لائق ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہم لوگوں کا حال یہ ہے کہ ہم خالص چیز پسند کرتے ہیں، ہمارے ملک میں ملاوٹ کتنی ہو رہی ہے، تیل میں ملاوٹ، گھی میں ملاوٹ، ہر چیز نمبر دو کی چل رہی ہے، یہاں تک کہ پھلوں میں ملاوٹ، ترکاریوں میں ملاوٹ، انجکشن لگا دیا گیا، اب وہ اصلی تھوڑی ہے، اس لیے دیسی ڈھونڈتے ہیں لوگ کہ صحیح ترکاری مل جائے کہ اس میں کھوٹ نہ ہو، خرابی نہ ہو، بالکل صحیح ہو، وہ آپ پسند کرتے ہیں، خالص گھی پسند کرتے ہیں، خالص تیل پسند کرتے ہیں، اور اگر خالص نہ ہو تو ہم پسند نہیں کرتے ہیں، تو جتنی کھوٹ والی چیز ہو جتنی خراب چیز ہو سب اللہ کے لیے ہے، ایسا نہیں ہے، وہ بھی وہی پسند کرتے ہیں جو خالص ہو، اگر ہم نماز پڑھ رہے ہیں اور اللہ کے لیے پڑھ رہے ہیں تو اللہ کو پسند آئے گی، اور اگر اللہ کے لیے نہیں ہے تو اللہ کہیں گے کہ تم نے میرے لیے نماز نہیں پڑھی، جس کے لیے پڑھی ہے جاؤ اس سے لے لو، ہم دکھاوے کے لیے پڑھ رہے ہیں کہ لوگ کیا کہیں گے، بہت سے لوگ ایسے ہیں جو معاشرے کے دباؤ میں نماز پڑھ رہے ہیں تو اللہ کو یہ پسند نہیں ہے، اللہ کے لیے نماز پڑھنی ہے، اور ہم نہیں جانتے کچھ، اللہ تعالیٰ راضی ہو جائیں، زندگی کے شعبے سے تعلق رکھنے والے جتنے بھی کام ہیں اس میں جتنی نیت درست کرتے جائیں گے اتنی ترقی ہوتی جائے گی، یہ ایک ایسا عمل ہے جہاں

www.abulhasanalinadwi.org

بھی داخل ہوجائے گا تو ترقی کی رفتار اتنی بڑھ جائے گی کہ ہم اندازہ نہیں لگا سکتے، بعض دفعہ کم عمل کرنے والا اتنا آگے بڑھ جاتا ہے کہ بہت سے زیادہ عمل کرنے والے پیچھے رہ جاتے ہیں، زیادہ عمل کرنے والے کھوٹے عمل کے ساتھ آئیں گے کہ عمل کیا ہے لیکن نیت خراب ہے، بہت سی نیتیں آجاتی ہیں، اس لیے کہ یہ چیز بڑی مشکل سے حاصل ہوتی ہے، علامہ اقبال نے کہا تھا ؎

براہیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے
ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنا لیتی ہیں تصویریں

بڑی مشکل سے وہ نظر پیدا ہوتی ہے جس میں خالص اللہ کو راضی کرنے کے لیے کام کیا گیا ہو، ورنہ آدمی اپنی بڑائی داخل کرلیتا ہے، میرا نام ہوگا، میری شہرت ہوگی لوگ مانیں گے، لوگ مجھ سے مصافحہ کریں گے، لوگ میرا نام لیں گے، لوگ میرا چرچا کریں گے اس سے دنیا کا فائدہ حاصل ہوگا۔ جب مجھے اچھا سمجھیں گے تو زیادہ پیسے دیں گے، میرا زیادی تعاون کریں گے، مختلف شکلیں ہوتی ہیں اور یہ سب وہ چیزیں ہیں جو عمل کو بالکل برباد کردیتی ہیں، جیسے دودھ میں آپ لیموں ڈال دیں، یا جھوٹے برتن میں آپ دودھ لے لیں تو کیا ہوگا؟ دودھ پھٹ جائے گا، ایسے ہی نماز بھی ہماری خراب ہوجاتی ہے، روزہ بھی پھٹ جاتا ہے، اور

www.abulhasanalinadwi.org

دوسروں کے ساتھ ہمدردی کرنا بھی خراب ہو جاتا ہے، پیسے خرچ کرنا بھی خراب ہو جاتا ہے، اس لیے کہ نیت اچھی نہیں، اور یہ اندر کا معاملہ ہے، اور اندر کا حال صرف اللہ ہی جانتے ہیں، اسی لیے اللہ نے کہا کہ وہاں کھلے گا، کہ کون اچھا ہے اور کون خراب ہے۔

بڑا بننے کے لیے اخلاص ضروری ہے

حضرت سید احمد شہیدؒ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جب سے شعور کی آنکھیں کھولی ہیں اس وقت سے آج تک کوئی کام بغیر نیت کے نہیں کیا، یہاں تک کہ ہنسنا بولنا اس میں بھی نیت ہوتی تھی کہ ہم ہنسیں گے تو اس کا دل خوش ہوگا، اور کسی اللہ والے کا دل خوش کرنے سے اللہ بہت خوش ہوتا ہے، اور بڑا عمدہ اس پر بدلہ دیتا ہے، اسی لیے کہا گیا ہے کہ منھ بنا کر مت ملا کرو، خوش اخلاقی سے ملنا، مسکرا کر ملنا، یہ سنت ہے، لوگ اس کو بھول گئے، اس کو اچھا نہیں سمجھتے، حالانکہ خوش اخلاقی سے ملنا یہ بہت اعلی درجہ کی چیز ہے، اور اس سے اللہ بہت خوش ہوتا ہے، اب یہ کام جو کرے گا مسکرا کر ملے گا اور یہ سوچ لے کہ مسکرانے سے اللہ خوش ہوتا ہے، کسی سے اچھی بات کر رہا ہے اس لیے کہ اللہ میاں خوش ہو رہے ہیں۔

تو بڑا بننے کے لیے اخلاص ضروری ہے، یہ ہمارے بڑے بزرگ

www.abulhasanalinadwi.org

جو ہیں، بعض دفعہ نمازوں میں لوگوں کے پیچھے ہو جائیں گے، اس لیے کہ جس کی صحت ہو گی وہ زیادہ پڑھ لے گا، جس کی صحت اچھی ہو گی وہ بھاگ دوڑ زیادہ کر لے گا، جس کی صحت اچھی نہیں وہ تو پیچھے رہ جائے گا، تو نیت سے اس سے آگے بڑھ جائے گا، ذرا ذرا سے کام کے لیے وہ نیت کر لے گا، اور اللہ تعالیٰ اس کے کام کو بہت آگے بڑھا دے گا، جتنا ہم اس پر مشق کر لیں گے اتنا ہی اللہ روحانی ترقی عطا فرمائے گا، اتنی ترقی عطا فرمائے گا کہ کام کرنے میں اتنا لطف آئے گا، اتنا مزہ آئے گا کہ عمدہ سے عمدہ پھل کھانے میں، عمدہ سے عمدہ حلوہ کھانے میں وہ مزہ نہیں آئے گا، جتنا کام کرنے میں مزہ آئے گا، میں یوں ہی نہیں کہہ رہا ہوں، ایسے لوگوں کو میں نے دیکھا ہے کہ جن کو کام کرنے میں کتنا لطف آتا تھا، دوسروں کو کھلانے میں اتنا لطف آتا تھا کہ شاید خود کھاتے تو اتنا لطف نہ آتا۔

حضرت رائے پوریؒ جب کوئی آتا تھا بڑا اہتمام فرماتے تھے اور خود بیٹھے رہتے تھے، اور سب کو کھلاتے رہتے تھے، خادموں نے کہا کہ حضرت آپ تو کھاتے نہیں سب کو کھلاتے رہتے ہیں؟ فرمایا جب تمہارے منھ سے لقمہ اترتا ہے تو مجھے محسوس ہوتا ہے کہ میرے منھ میں جا رہا ہے، اور کھانے میں جتنا لطف تم کو آتا ہے اتنا ہی لطف مجھے بھی آتا ہے، اس سے زیادہ ہی آتا ہے، مجھے کھلانے میں جو مزہ آ رہا ہے شاید وہ تمہیں کھانے میں

www.abulhasanalinadwi.org

نہ آرہا ہو۔ جب اللہ کے بندے اس چیز کی مشق کر لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی ہر چیز قبول فرمالیتے ہیں، کیونکہ ان کا کوئی کام بغیر نیت کے نہیں ہوتا۔

حضرت مولاناؒ کو میں نے کئی مرتبہ دیکھا کہ فوراً نیت کر لیتے تھے، کہیں جاتے تھے تو نیت کرتے تھے، گھر میں داخل ہوتے تھے، عورتوں سے ملنے جاتے تھے تو نیت کرتے تھے، ہمارے گھر کی بچیاں ہیں ان سے ملنا ہے، ان کے پاس بیٹھنا ہے، یہ حکم ہے، اس سے ان کا دل خوش ہوگا، اور اللہ راضی ہوگا، اب عورتوں کے پاس بیٹھیں گے ثواب ملے گا، بچوں کے پاس بیٹھیں گے ثواب ملے گا، کھانا کھائیں گے ثواب ملے گا۔

اللہ والوں کا حال

جب اللہ والوں کا دل درست ہو جاتا ہے تو جنت کا مزہ ہر وقت ان کو یوں ہی آتا ہے، حضرت مولاناؒ کے جو شیخ تھے شاہ عبد القادر صاحبؒ، ان کے جو شیخ تھے شاہ عبد الرحیم صاحبؒ رمضان ہی کا واقعہ ہے کہ ایک فنجان چائے، ایک چپاتی دو چار روز میں کھالی تو کھالی، شاہ عبد القادر صاحبؒ نے عرض کیا حضرت کمزوری بہت ہو جائے گی۔ جب کئی روز کہہ چکے تو کہنے لگے جنت کا مزہ آرہا ہے، کیا کھلا رہے ہو؟ تو ان لوگوں کو مزہ جنت کا آتا ہے، اسی لیے ان کو کہیں پریشانی ہوتی نہیں، ہر وقت اطمینان کے

www.abulhasanalinadwi.org

ساتھ رہتے ہیں، کسی غصہ والی بات پر غصہ نہیں ہوتے، کیونکہ اندر سے ٹھنڈے ہوتے ہیں، جیسے کسی کو کوئی بچہ مار دے تو وہ مسکراتا ہے اور بچہ پر ناراض نہیں ہوتا کیونکہ اس کی مار سے چوٹ نہیں لگتی، اسی طرح یہ لوگ بھی دوسروں کو اسی نظر سے دیکھتے ہیں، اور جو خود غصہ ہوجائے اور بھڑک جائے تو سمجھ لیجئے کہ وہ بڑا نہیں ہے، اس کی بہت ساری نظیریں ہیں، جیسے جو بڑا ہوگا اس کو چھوٹی چیز نظر آئے گی، اور جو چھوٹا ہوگا اس کو بڑی چیز نظر نہیں آئے گی اس لیے کہ بڑے کی روشنی تیز ہوتی ہے تو اس کو سوئی بھی نظر آجائے گی، چھوٹے کا بلب زیرو ہوتا ہے اس لیے پہاڑ بھی نظر نہیں آتا ہے، اسی لیے بڑے لوگ چھوٹی چیز کا خیال رکھتے ہیں، اور چھوٹے لوگ بڑی چیز کا بھی خیال نہیں رکھتے ہیں، بزرگان دین چھوٹی چھوٹی چیزوں کا بھی اہتمام کرتے ہیں، جیسے ٹخنے سے نیچے پائجامہ نہ ہو، داہنے پیر سے داخل ہو وغیرہ، اس کا وہ اس لیے اہتمام کرتے ہیں کہ وہ بڑے ہوتے ہیں، جس کو جلدی غصہ آجائے، دوسروں پر بھڑک جائے تو سمجھ لے کہ وہ ابھی بڑا نہیں چھوٹا ہے، وہ اپنا علاج کرائے اپنا آپریشن کرائے، تب وہ ٹھیک ہوگا، اس پر فالج گر گیا ہے، یہ سب علامتیں ہیں، لیکن آج کل کوئی علامتوں سے بھی اپنے کو ٹھیک نہیں کرتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اسی طرح خدمت سے اللہ تعالیٰ بہت کرم فرماتا ہے، اور اس سے بہت ترقی حاصل ہوتی ہے، حضرت سید احمد شہیدؒ کا معمول یہ تھا، یہاں تکیہ پر جب یہاں وہ رہتے تھے، بچپن میں ان کا یہ حال تھا کہ جتنے یہاں ضرورت مند رہتے تھے، گھر کی خواتین بعض بیوائیں، سب کے گھر جا کر پوچھتے تھے کہ تم کو کیا ضرورت ہے؟ سب کی ضرورتیں معلوم کر کے ان کو پوری کرتے، کسی کے لیے لکڑی کاٹ دیا، کسی کا پانی بھر دیا، کسی کا سودا بازار سے لا کر دے دیا، یہ وہ چیز ہے جس کو یوں کہہ لیجئے کہ موٹر چالیس کی رفتار سے بھی چلتی ہے، اور دو سو پچاس کی رفتار سے بھی چلتی ہے، تو جو اس طرح کا کام کرتا ہے، اس کی موٹر دو سو پچاس کی رفتار سے جاتی ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ کام بہت پسند ہے کہ اس کے بندے کی مدد کی جائے، اور اللہ کے لیے کی جائے اور لوگوں سے چھپا کر کی جائے۔

اللہ دیکھ رہا ہے

حضرت عمرؓ کے زمانے میں جب کسریٰ کا تاج ایک سپاہی کے ہاتھ لگا، تاج اتنا قیمتی تھا کہ اگر وہ اٹھا کر لے جاتا تو دو تین پشتیں کھاتیں، ہیرے جواہرات لگے ہوئے تھے، لیکن وہ چپکے سے گیا، اور جو کمانڈر انچیف تھا اس کو جا کر دیا اور کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دے دو، حضرت

www.abulhasanalinadwi.org

عمر رضی اللہ عنہ کو جا کر اس نے دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حیرت ہوئی کہ اتنے ایمان دار لوگ موجود ہیں، پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا جس کے لیے میں نے یہ کام کیا ہے وہ میرا نام جانتا ہے، یعنی اللہ کے لیے میں نے کیا، وہ میرا نام خوب جانتا ہے، ہم اللہ کے لیے لے کر آئے ہیں ۔ اور تاج دے کر وہ خاموشی سے چلا گیا۔ اور یہی اصل ہے، اللہ جو دلوں کے بھید کو جانتا ہے، ہم اس کے لیے جب کام کریں گے تو بتانے کی کیا ضرورت ہے، بتانا اکثر اس لیے ہوتا ہے کہ یہ میرا کارنامہ ہے، میں نے کیا ہے، جب اپنے کرنے کو اس نے ظاہر کر دیا تو اللہ میاں نے بھی کہا کہ ٹھیک ہے تم جاؤ، اور اللہ اس عمل کو اٹھا کر پھینک دیتا ہے، اس لیے اخلاص بہت غیر معمولی چیز ہے اور اس کے بغیر کچھ ملنے والا نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بہت مشہور واقعہ ہے کہ رات میں آپ پہرا دے رہے تھے اور مختلف گلیوں میں آپ چکر لگا رہے تھے، ایک گلی میں جب داخل ہوئے تو ایک عورت اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی کہ بیٹی دودھ میں پانی ملا دے، تو بیٹی نے کہا کہ امیر المؤمنیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان آیا ہے کہ دودھ میں پانی نہ ملایا جائے، تو اس کی ماں نے کہا: بیٹی ابھی اندھیرا ہے، فجر بھی نہیں ہوئی، امیر المؤمنین کہاں دیکھ رہے ہیں؟ چپکے سے دودھ میں پانی ملا دو، بیٹی نے کہا کہ اماں! امیر المؤمنین تو نہیں

www.abulhasanalinadwi.org

دیکھ رہے ہیں، لیکن امیر المؤمنین کے خدا تو دیکھ رہے ہیں، حضرت عمرؓ نے اس گھر پر نشان لگا دیا کہ یہ گھر بڑا ایمان دار ہے، بچی بڑی ایمان دار ہے، پھر اس کے بعد حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے کی شادی اس لڑکی سے کی، اسی سے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے باپ پیدا ہوئے، اس لڑکی نے اللہ کے لیے کام کیا تو اللہ نے کتنا بڑا تحفہ دیا، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جیسا انسان پیدا ہوا، جس نے تہلکہ مچا دیا سارے عالم میں، تو یہ اخلاص ہے، اللہ کے لیے کام کرنا، کسی اور کے ڈر سے نہیں کہ فلاں نے کہا اس لیے کر رہے ہیں، کہ فلاں نے کہا اس لیے کر رہے ہیں، یہ تو ہماری رضا ہوگئی، اصل تو یہ ہے کہ اللہ کا حکم ہے اس لیے ہم کو کرنا ہے، اور انھوں نے بھی کہا ہے ٹھیک ہے، اس کا بھی لحاظ رکھا جائے گا، انھوں نے کہا بھی اس لیے ہے کہ اللہ کا حکم ہے اس لیے ہم کر رہے ہیں، کام اللہ کے لیے کرنا ہے، اور اس سے جتنی ترقی ہوتی ہے وہ کسی اور چیز سے نہیں ہوتی ہے۔

اللہ تعالی ہمارے باطن کو اخلاص کے نور سے منور فرمائے، اور ہر کام میں حسن نیت عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

www.abulhasanalinadwi.org

www.abulhasanalinadwi.org

www.abulhasanalinadwi.org